تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

www.tanzeem.org

03

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

14 تا 20 جمادی الاولیٰ 1443ھ / 18 تا 24 جنوری 2022ء

میں مسلمانوں کے لیے کلمہ طیبہ پر مبنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں

قائداعظم نے انگلستان سے واپسی کے بعد مولانا ظفرعلی خان اور سردار عبدالرب نشتر کی موجودگی میں مندرجہ بالا بیان دیا تھا جو ماہنامہ ''منارہ'' کراچی میں شائع ہوا۔

''میں لندن میں امیرانہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ اب میں اسے چھوڑ کر انڈیا اس لیے آیا ہوں کہ یہاں لا الٰہ الا اللہ کی مملکت یعنی پاکستان کے قیام کے لیے کوشش کروں۔ اگر میں لندن میں رہ کر سرمایہ داری کی حمایت کرنا پسند کرتا تو سلطنتِ برطانیہ جو دنیا کی عظیم ترین سلطنت تھی، مجھے اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب اور مراعات سے نوازتی۔ اگر میں روس چلا جاؤں یا کہیں بیٹھ کر سوشلزم، مارکسزم یا کمیونزم کی حمایت شروع کر دوں تو مجھے بڑے سے بڑا اعزاز بھی مل سکتا ہے اور دولت بھی، مگر علامہ اقبال کی دعوت پر میں نے دولت اور منصب دونوں کو تج کے انڈیا میں محدود آمدنی کی دشوار زندگی بسر کرنا پسند کیا ہے تاکہ پاکستان وجود میں آئے اور اس میں اسلامی قوانین کا بول بالا ہو، کیونکہ دنیا کی نجات اسلامی نظام ہی میں ہے۔''

مبشراتِ پاکستان
الحاج ظہورالحسن قادری

اس شمارے میں

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل
پاکستانی معیشت کے خدوخال (1988ء تا 2000ء)

روزِ قیامت میں تین گروہ

..... پاک بھارت کی جنگی تیاریاں

حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ

کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق

دوسروں کے ساتھ نرمی .....

میٹھا، کڑوا پانی اور ایک قطرۂ آب سے انسان کی پیدائش

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الفُرقان | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:53 ، 54

وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ
بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٥٣﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا
فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿٥٤﴾

آیت: ۵۳ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ﴾ ”اور وہی ہے (اللہ) جس نے دو دریا چلا دیے“

﴿هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ﴾ ”یہ میٹھا ہے نہایت خوش ذائقہ اور یہ کھاری ہے نہایت کڑوا۔“

اُس کی قدرت سے نمکین اور کھارے سمندر کے اندر میٹھے پانی کی رو بھی بہہ رہی ہے۔

﴿وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٥٣﴾﴾ ”اور ان دونوں کے درمیان اُس نے ایک پردہ اور مضبوط آڑ بنا رکھی ہے۔“

یہ پردہ‘ آڑ یا روک نظر آنے والی کوئی چیز تو نہیں ہے‘ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی صناعی کا شاہکار ہے کہ میٹھا پانی کڑوے پانی کے ساتھ سمندر کے اندر دور تک ملنے نہیں پاتا۔

آیت: ۵۴ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا﴾ ”اور وہی ہے جس نے پانی سے پیدا کیا انسان کو“

پانی سے یہاں انسان کا مادۂ تولید بھی مراد ہو سکتا ہے اور عام پانی بھی‘ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار چیز پانی سے ہی پیدا کی ہے۔

﴿فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿٥٤﴾﴾ ”تو اُس نے بنایا اس کے لیے نسب اور سسرالی رشتہ۔ اور آپ کا رب سب قدرتوں کا مالک ہے۔“

انسان کا نسب تو اس کے والدین سے چلتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی بیوی کے حوالے سے دوسرے خاندان کے ساتھ بھی اس کا رشتہ اور تعلق جوڑا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ساس اور سسر کو بھی اللہ تعالیٰ نے والدین جیسا تقدس اور احترام عطا کیا ہے۔ سسرالی رشتہ داریاں اگر نہ ہوتیں تو قبیلوں اور خاندانوں کا معاشرے میں باہمی ارتباط و اختلاط ممکن نہ ہوتا اور ہر خاندان دوسرے خاندان سے الگ تھلگ رہتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سسرالی رشتوں کا تانا بانا اس طرح سے بُن رکھا ہے کہ اس سے نوعِ انسانی باہم مربوط ہوتی چلی جاتی ہے۔

فرمانِ نبویؐ

دولتمندی کا معیار

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ)) (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا کے اسباب اور سامان زیست کی کثرت کا نام دولت مندی نہیں ہے اصل دولت مندی تو دل کی بے نیازی اور غنا ہے۔“

تشریح: ”اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ امیری اصل میں کثرت مال کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقی امیری تو دل کی امیری ہوتی ہے جب اس مال پر اکتفاء اور قناعت کر لے جو اسے دیا گیا ہو اور اسی پر راضی ہو جائے اور مزید کی حرص اس میں نہ رہے اور نہ ہی دن رات زیادہ دولت کی تلاش میں رہے تو وہی شخص امیر ترین شخص ہوتا ہے۔ فی الواقع غنی تو وہ ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت اور حرص نہ ہو اور سیر چشم ہو۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
14 تا 20 جمادی الاولیٰ 1443ھ جلد 31
18 تا 24 جنوری 2022ء شمارہ 03
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل

پاکستانی معیشت کے خدوخال (1988ء تا 2000ء)

1988ء میں امریکہ پاکستان کی مدد سے سوویت یونین کو افغانستان سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ سوویت یونین کو نہ صرف میدانِ جنگ میں شکست ہوئی بلکہ اُس کی معیشت اتنی بُری طرح تباہ و برباد ہوئی کہ سوویت یونین جو کہ ایک دیوہیکل عسکری سپر پاور تھی۔ اپنی سلامتی کو بھی قائم نہ رکھ سکی اور وہ ریاستیں جنھیں بزور طاقت جوڑ کر سوویت یونین کا نام دیا گیا تھا وہ سب الگ ہوگئیں۔ ایک اندازے کے مطابق سوویت یونین میں روس جغرافیائی طور پر 85 فیصد تھا اور یہ ریاستیں جو الگ ہوئیں وہ 15 فیصد تھیں۔ ختم ہونے والی اِس جنگ میں پاکستان پر ڈالروں کی بوچھاڑ رہی تھی اور اِس دولت کے کثیر حصہ کو فوجی جرنیلوں، اُن سیاست دانوں جو ضیاء الحق کا ساتھ دے رہے تھے اور بیوروکریسی نے دونوں ہاتھوں سے لوٹا۔ بہرحال عوام بھی مہنگائی سے بچے رہے۔ لیکن اِس جنگ کے بعد جب ڈالر آنے بند ہوگئے، پھر یہ کہ جنرل ضیاء الحق ایک حادثہ میں اللہ کو پیارے ہوگئے اور پاکستان میں جمہوری حکومتوں کا دور شروع ہوا، لیکن یہ دور جمہوری حکومتوں کے لیے اتنا سازگار نہ تھا۔ پاکستان کے چھٹے اقتصادی دور کے دوران چار جمہوری حکومتیں تبدیل ہوئیں۔ ان سب کی تبدیلی کی بنیادی وجہ معیشت کی ابتری کو ٹھہرایا گیا۔

1991ء میں پاکستان میں بے روزگاری کی شرح 9.5 فیصد تھی جو 2000ء میں بڑھ کر 7.2 فیصد تک جا پہنچی۔ یہ دہائی بار بار تبدیل ہونے والی حکومتوں کی وجہ سے معیشت پر بُرے اثرات کی عکاس تھی، کیونکہ ملک میں غیر یقینی صورتحال نے سرمایہ داروں کو ملک سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس دور کے دوران بجلی، گیس اور تیل کی قیمتوں میں اضافے کے باعث ملک کو مہنگائی کے ایک نئے طوفان کا سامنا کرنا پڑا۔ اس اقتصادی دور میں 1993ء کے بعد سے مہنگائی میں سالانہ اوسطاً 11 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔ اس اقتصادی دور کے آغاز سے قبل ہی ملک کا ساتواں پانچ سالہ اقتصادی منصوبہ جاری تھا، جو کہ 1988ء سے 1993ء کے عرصے پر محیط تھا۔ یہ منصوبہ بھی ملک کی معاشی حالت نہ بدل سکا جس کے باعث حکومتِ وقت کو آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کا اعلان کرنا پڑا، جس کے لیے 1701 ارب روپے کی رقم مختص کی گئی، اس رقم کو بھی بعد میں بڑھا کر 2 ہزار 92 ارب روپے کر دیا گیا۔ اس اقتصادی دور میں حکومتی قرضوں کی شرح میں زبردست اضافہ دیکھنے میں آیا۔ جب حکومتی قرضے جو 1977ء میں پاکستان کی کل جی ڈی پی کا 57.5 فیصد تھے، 1999ء میں بڑھ کر ملکی جی ڈی کا 102 فیصد ہوگئے۔ اس چھٹے اقتصادی دور میں پاکستان کی معاشی خودمختاری نہ ہونے کے برابر تھی اور بیشتر معاشی فیصلے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی مشاورت کے ساتھ کیے جاتے تھے۔ مغربی ممالک کی

جانب سے پاکستان کو نیوکلیئر ٹیسٹ سے روکنے کے لیے معاشی پابندیاں لگائی گئیں، جس کے باعث پاکستان 1996ء میں بیرونی قرضوں کی واپسی کے حوالے سے ڈیفالٹ کر گیا۔ کچھ ایسی ہی صورتحال 1998ء میں بھی ہوئی جب پاکستان کی جانب سے کیے جانے والے ایٹمی دھماکوں کے بعد ملک کو ایک بار پھر معاشی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جس کے باعث، اس اقتصادی دور کے اختتام تک 1999ء میں ملک میں غربت کی شرح 30.6 فیصد تک جا پہنچی۔ لوگوں میں بنیادی ضرورتوں کی چیزوں کو خریدنے کی سکت ختم ہو رہی تھی۔ اس اقتصادی دور کے دوران پاکستان نے معاشی طور پر اوسطاً 4.44 فیصد شرح کے ساتھ ترقی کی۔ ان دس سالوں میں زرعی سیکٹر نے اوسطاً شرح ترقی 4.53 فیصد رہی، جبکہ پاکستان کے مینوفیکچرنگ سیکٹر نے اوسطاً 4.02 فیصد شرح کے ساتھ ترقی کی۔ اسی طرح سروسز سیکٹر نے نوے کی دہائی کے اقتصادی دور کے دوران اوسطاً 4.56 شرح کے ساتھ ترقی کی۔

2001ء کے اواخر میں ایک مرتبہ پھر پاکستان کی معیشت کو تیزی سے بڑھنے کا موقع ملا جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ جہاں اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ بدقسمتی سے اُس وقت کے فوجی حکمران پرویز مشرف نے اپنے مسلمان بھائیوں کا ساتھ دینے کی بجائے طاغوتی قوت امریکہ کا ساتھ دیا۔ پاکستان سے بھی بہت سے فنڈا منٹلسٹ مسلمانوں کو پکڑ کر امریکیوں کے حوالے کیا اور امریکہ سے اُن کی قیمت وصول کی۔ پاکستان امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بن گیا۔ امریکہ کے لیے اپنی فضائیں اور شاہراہیں کھول دیں جس کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے امریکہ نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ امت مسلمہ سے اِس غداری کے عوض پرویز مشرف نے خوب امریکی امداد حاصل کی، لہٰذا اس دہائی میں معیشت کو از سرِ نو تعمیر کرنے کے حوالے سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے بہت سی معاشی اصلاحات کی گئیں۔

روایت سے ہٹ کر پاکستان کے ساتویں اقتصادی دور میں ملک کے مفادات میں غیر معروف فیصلے کیے گئے، اور اداروں کے بنیادی ڈھانچوں میں تبدیلیاں کی گئیں۔ جس کے بعد ملکی معیشت کے کئی گوشوں میں مثبت اثرات آنا شروع ہو گئے۔ اس عرصے میں غربت کی شرح جو 2001ء میں 34 فیصد پر تھی، سال 2005ء میں کم ہو کر 22 فیصد تک جا پہنچی۔ اس اقتصادی دور کے دوران پاکستان کے کل قرضے ملکی جی ڈی پی کا 56 فیصد تھے، جو گزشتہ دہائی میں ملکی جی ڈی پی کا 102 فیصد تھے۔ اسی عرصے کے دوران ملک کو مجموعی طور پر غیر یقینی معاشی صورتحال کا سامنا تھا مگر دوسری طرف پاکستان کو ایک مرتبہ پھر بڑی مقدار میں بیرونی امداد مل رہی تھی۔ ان سالوں میں حکومتِ پاکستان کی جانب سے نجی سرمایہ کاروں کو راغب کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے جس سے ملک میں غیر ملکی سرمایہ کاری میں روانی پیدا ہوئی۔ ملک میں ٹیلی کمیونیکیشن اور آٹو مینوفیکچر سیکٹر میں سرمایہ کاری کو فروغ ملا، تاہم بجلی کی کم پیداوار کے سبب، بجلی کی کھپت میں ہونے والا اضافہ بے قابو ہو گیا اور ملک اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔ دوسری طرف ملک کا صنعتی شعبہ بُری طرح متاثر ہو رہا تھا۔ اس دور میں ملکی اقتصادی ترقی کی شرح تقریباً 7 فیصد رہی جو 2001ء سے 2002ء کے دوران 3.1 فیصد تھی۔ اس دور کے دوران ملکی بے روزگاری 8.4 فیصد سے کم ہو کر 6.5 فیصد تک جا پہنچی، جبکہ افراطِ زر سالانہ 5 فیصد پر رہی۔ سابق صدر پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں 1999ء سے 2007ء تک ملک میں ایک کروڑ 18 لاکھ سے زائد نوکریوں کا اضافہ ہوا، جبکہ ملک میں کی جانے والی نجی سرمایہ کاری ملکی جی ڈی پی کے 23 فیصد تک جا پہنچی۔

اس دوران امریکہ نے جب محسوس کیا کہ مشرف اب ان کے لیے کارآمد نہیں رہا اور پھر یہ کہ سیاسی سطح پر بھی اُس کی مقبولیت کا گراف زوال پذیر ہے تو اُس نے پرویز مشرف سے نجات حاصل کرنے کے لیے کئی سیاسی جماعتوں کی مدد کی۔ پہلے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت لائی گئی اور بعد ازاں نواز شریف کے سر پر دستِ شفقت رکھا، لیکن اِسی دوران امریکہ کی پاکستانی فوج سے دوریاں پیدا ہونا شروع ہو گئیں۔ اُس نے مایوس ہو کر افغانستان سے بوریا بستر لپیٹنا شروع کر دیا اور پاکستان کی امداد بالکل بند کر دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان کے آٹھویں دس سالہ اقتصادی دور میں پہلے سات سال ملک اندھیروں میں ڈوبا رہا۔ اسی عرصے کے دوران پاکستان کو ملکی قرضوں کی ادائیگی کے حوالے سے بھی مشکلات پیش آئیں، جس کے باعث 2013ء میں پاکستان اکیسویں بار آئی ایم ایف کے پاس قرضوں کے حصول کے لیے گیا۔ یہاں یہ اِس بات کا اعادہ کرتے چلیں کہ 1958ء میں پاکستان پہلی بار آئی ایم ایف کے پاس گیا اور موجودہ دورِ حکومت کو ملا کر پاکستان اب تک 22 مرتبہ آئی ایم ایف کے پاس جا چکا ہے۔ 2013ء میں پاکستان اور چین کی مشترکہ کاوشوں سے سی پیک منصوبہ کا قیام عمل میں آیا اور ملک کی معیشت میں تیزی دیکھنے میں آئی۔ اسی طرح 2014ء اور 2015ء میں عالمی سطح پر تیل کی قیمتوں میں کمی آنے اور ترسیلاتِ زر میں اضافے کے سبب ملکی معیشت نے 4.6 فیصد کی شرح سے ترقی کی۔ اس عرصے کے دوران افراطِ زر میں کمی دیکھنے کو ملی اور زرِ مبادلہ کے ذخائر مستحکم ہوئے۔ تاہم صنعت کاری کے شعبے کو

فروغ دینے کے حوالے سے درآمد کی جانے والی مشینری کے باعث پاکستان کا درآمدی بل بڑھا، جبکہ اس کے برعکس ملکی برآمدات میں کمی دیکھنے میں آئی۔

ان سب اثرات کے پیشِ نظر سال 2018ء میں پاکستان کا تجارتی خسارہ 30ارب ڈالر کی سطح کو تجاوز کر گیا۔ اگر پاکستان کے گزشتہ اقتصادی دور 2010ء تا2020ء کی بات کی جائے تو پاکستان کی معاشی ترقی کی شرح اوسطاً 3.61 فیصد رہی، جس میں سے سب سے زیادہ معاشی ترقی کی شرح سال 2017ء سے 2018ء کے دوران 5.53 فیصد رہی، جبکہ سب سے کم ریکارڈ ہونے والی معاشی ترقی کی شرح سال 2019ء سے 2020ء کے دوران منفی 0.47 تھی۔ اسی طرح پاکستان کے آٹھویں اقتصادی دور کے دس سالوں کے دوران زرعی سیکٹر نے اوسطاً 2.32 فیصد کی شرح کے ساتھ ترقی کی، جس میں سے سال 2017ء سے 2018ء کے دوران زرعی سیکٹر میں سب سے زیادہ 4 فیصد ترقی کی جبکہ اس سیکٹر میں ہونے والی سب سے کم ترقی سال 2018ء سے 2019ء کے دوران 0.56 فیصد ریکارڈ ہوئی۔ مینوفیکچرنگ سیکٹر نے ان دس سالوں کے دوران اوسطاً 2.58 فیصد شرح کے ساتھ ترقی کی، جس میں سے سب سے زیادہ ترقی سال 2013ء سے 2014ء کے دوران 5.65 فیصد رہی، جبکہ سب سے کم ریکارڈ ہونے والی شرح سال 2019ء سے 2020ء کے دوران منفی 7.39 فیصد رہی۔ سروسز سیکٹر جو کہ ملکی جی ڈی پی میں 61 فیصد حصہ رکھتا ہے، نے ان دس سالوں کے دوران اوسطاً 4.40 فیصد کی شرح کے ساتھ ترقی کی، جس میں سروسز سیکٹر نے سب سے زیادہ ترقی 6.47 فیصد سال 2016ء سے 2017ء کے دوران کی، جبکہ سال 2019ء سے 2020ء کے دوران کورونا وباء کی وجہ سے لگنے والے سمارٹ لاک ڈاؤن اور معاشی سست روی نے سروسز سیکٹر پر بھی اثرات مرتب کیے جس کے باعث اس سیکٹر کی شرح ترقی منفی 0.55 فیصد ہو گئی۔ ایسا پاکستان کی معاشی تاریخ میں پہلی بار دیکھنے میں آیا، کہ سروسز سیکٹر منفی ہوا ہو۔

پاکستان کے موجودہ اقتصادی دور کے پہلے سال 2020ء سے 2021ء کی بات کی جائے تو ملک میں معاشی ترقی کی شرح 3.94 فیصد رہی۔ اسی طرح ملک کے مینوفیکچرنگ سیکٹر کی شرح دوگنا اضافے کے ساتھ 8.71 فیصد تک جا پہنچی، جبکہ سروسز سیکٹر کی ترقی کی شرح 4.43 فیصد کو پہنچ گئی، تاہم زرعی سیکٹر میں 16 فیصد کمی دیکھنے میں آئی جس کی شرح ترقی 3.31 فیصد سے کم ہو کر 2.77 فیصد کو پہنچ گئی۔ اس اقتصادی سال کی بات کی جائے تو ملک کی کورونا لاک ڈاؤن کے سبب نافذ ہونے والے لاک ڈاؤن میں نرمی کے باعث ملکی جی ڈی پی میں اضافہ دیکھنے میں آیا جو کہ 6 ہزار 153 ارب روپے کے اضافے کے ساتھ 47 ہزار 709 ارب روپے کی ریکارڈ سطح کو پہنچ گئی۔ زراعت کے شعبے کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو گندم، چاول، گنا اور مکئی جیسی اجناس کی پیداوار میں 4.65 فیصد اضافہ ہوا، تاہم کپاس کی فصل کی پیداواری شرح، جو گزشتہ سال منفی 4.82 فیصد کی شرح پر تھی اس سال مزید تنزلی کے بعد منفی 15.58 فیصد شرح پر آ گئی ہے۔ ساتھ ہی ملک میں جنگلات کی پیداواری شرح 3.6 فیصد سے کم ہو کر 1.42 فیصد پر آ گئی ہے۔ اگر سروسز سیکٹر کی تفصیلی منظر کشی کی جائے تو ہول سیل اور ریٹیل ٹریڈ رواں مالی سال منفی 3.94 فیصد شرح سے 8.37 فیصد پر آ گیا ہے۔ اسی طرح فنانس اور انشورنس 1.13 فیصد شرح سے بڑھ کر 7.84 فیصد پر آ گئی ہے۔ البتہ، حکومت کی جانب سے ہاؤسنگ سیکٹر سے منسلک افراد کے لیے رواں مالی سال میں مختلف پیکجز کے اعلانات کے باوجود ہاؤسنگ سیکٹر کی ترقی کی شرح 4 فیصد پر ہی قائم رہی۔ اس کے علاوہ کنسٹرکشن انڈسٹری میں ترقی کی شرح 5.46 فیصد سے بڑھ کر 8.34 فیصد کو پہنچ گئی ہے۔ ساتھ ہی گزشتہ مالی سال کے دوران بجلی اور گیس کی طلب میں ترقی کی شرح 22.40 فیصد تھی، جو مالی سال 2021ء میں تنزلی کے بعد منفی 22.96 فیصد پر آن پہنچی ہے۔ دہائیوں پر پھیلی پاکستان کی معیشت اعداد و شمار کے لحاظ سے اتار چڑھاؤ سے بھرپور ہے۔ کسی دہائی میں زراعت ترقی کرتی ہے تو کسی دہائی میں صنعتیں ملکی زرِمبادلہ میں اپنا حصہ ڈالنا شروع کر دیتی ہیں۔ تو کچھ دہائیوں میں معیشت سانحوں اور سیلابوں کی نظر ہو جاتی ہے۔ عام آدمی کی زندگی بدتر سے بدتر ہوتی جا رہی ہے، امیر اور غریب کے درمیان فاصلہ بڑھ رہا ہے۔ اگر باغور ان تمام دہائیوں میں معیشت کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بات کہی جا سکتی ہے کہ ملکی معاشی صورتحال کی بنیادی وجہ معاشی پالیسیوں کا تسلسل نہ ہونا ہے، جو حکمران آتا گیا اپنی پالیسی رائج کرتا گیا۔ ہم ملکی سطح پر آج تک متفقہ پالیسیوں پر عمل پیرا نہیں ہوئے۔ اس کا نقصان یہ ہے کہ آج بھی ہماری معیشت کی کوئی سمت متعین نہیں ہو سکی۔ قصہ مختصر معیشت کی بدحالی ہمارے داخلی ہی نہیں خارجی مسائل کی وجہ بھی بنی ہوئی ہے اور اِس حقیقت سے اِنکار نہیں کیا جا سکتا کہ جب تک ہم معاشی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہوتے ہم ایک آزاد قوم جیسا رول ادا نہیں کر سکیں گے۔ آخری اور اہم ترین بات یہ ہے کہ پاکستان کی تقریباً پون صدی کی معاشی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو معاشی بدحالی کی سب سے بڑی وجہ سودی نظام ہے جو بصد افسوس ہماری معیشت کی بنیاد بھی ہے اور اس میں رچ بس بھی گیا ہوا ہے۔ آئندہ پاکستان میں سودی نظام کے خلاف کی جانے والی جدوجہد اور اِس کے نتائج پر بات ہوگی۔ ان شاء اللہ!

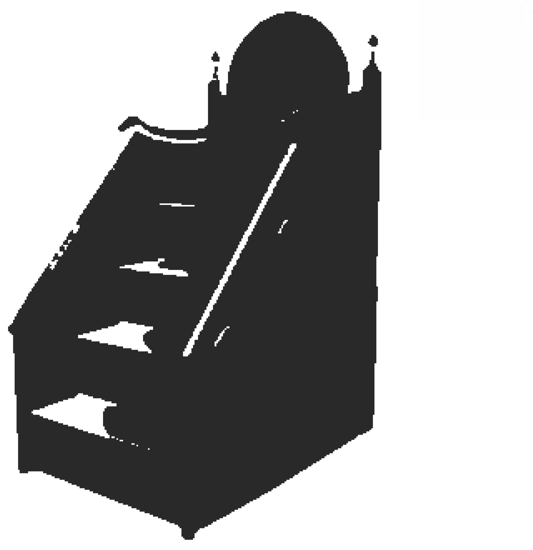

روز قیامت میں تین گروہ

(سورۃ الواقعہ کی پہلی 11 آیات کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 31 دسمبر 2021ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الواقعہ کا مطالعہ شروع کریں گے۔ سورۃ الواقعہ مکی سورت ہے۔ مکی سورتوں میں عام طور پر توحید، رسالت اور آخرت کے جو مضامین بیان ہوئے ہیں وہی مضامین سورۃ الواقعہ میں بھی ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے بیان کے ساتھ ساتھ غالب بیان آخرت کے حوالے سے ہے۔ ابتدائی آیات میں قیامت برپا ہونے کے مناظر کو بیان کیا گیا ہے اور اس خوفناک دن لوگوں کی جو کیفیت ہوگی اس کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کے مطابق اس دن لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے جن میں مقربین (اعلیٰ درجات پانے والے)، اصحاب یمین (عام اہل جنت) اور اصحاب الشمال شامل ہیں۔ انہی تین گروہوں کا ذکر سورۃ الرحمٰن میں بھی آیا تھا۔ لیکن سورۃ الواقعہ میں ان تین گروہوں کا ذکر کچھ مزید وضاحت کے ساتھ آئے گا۔ آیئے اب ہم سورۃ الواقعہ کا مطالعہ شروع کرتے ہیں۔ فرمایا:

﴿اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١﴾ ''جب وہ ہونے والا واقعہ رونما ہو جائے گا۔''

قرآن مجید میں قیامت کے مختلف نام مختلف اصطلاحات میں بیان ہوئے ہیں جیسے الحآقة، التآمة، النّٰزعٰت، الصآخة اور الساعة وغیرہ، اسی طرح الواقعة بھی قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کے معنی ہیں سچ مچ میں واقعہ ہونے والی شے۔ آگے فرمایا:

﴿لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝٢﴾ ''(اور جان لو) اس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔''

جس طرح انسان کی موت ایک یقینی شے ہے جو ہر صورت میں واقعہ ہو کر رہتی ہے، اسی طرح اس عالم کی موت قیامت کی صورت میں یقینی ہے، اس کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس سورت کا پس منظر یہ ہے کہ مکہ میں نبی مکرم ﷺ کی دعوت کا انکار کرتے ہوئے مشرکین کے سردار مختلف اعتراضات پیش کرتے تھے۔ جنہیں قرآن نے بھی نقل کیا ہے۔ مثلاً کبھی وہ کہتے تھے:

''صرف دنیا کی زندگی ہے بس مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔''

اسی طرح کبھی وہ کہتے تھے:

مرتب: ابو ابراہیم

﴿هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝٣٦﴾ (المؤمنون)

''ناممکن! بالکل ناممکن ہے یہ بات، جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے!''

کوئی مرنے کے بعد لوٹ کر آیا ہے جو تم کہتے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ہوگی۔

اسی طرح منکرین بے شمار اعتراضات اٹھا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور ان کے ان باطل عقائد وتصورات کا رد بڑی خوبصورتی کے ساتھ کیا۔

آج جس دور میں ہم جی رہے ہیں، اس میں انسانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ ایسا ہے جو آخرت کا سرے سے ہی انکاری ہے۔ لہٰذا اس سورت میں اس طبقہ کے لیے بھی نصیحت ہے۔ اسی طرح ایک طبقہ وہ بھی ہے جو آخرت کا انکار تو نہیں کرتا لیکن ان کا عمل ثبوت نہیں پیش کرتا کہ یہ مرنے کا یقین رکھتے ہیں یا مرنے کے بعد کی زندگی کا یقین رکھتے ہیں۔ ایسے تمام طبقات کو بھی قرآن حکیم ان سورتوں کے ذریعے ایڈریس کرتا ہے۔

ہم الحمدللہ مسلمان ہیں، آخرت کو ماننے والے ہیں، ان سورتوں کی تلاوت بھی کرتے ہیں، نماز میں بھی پڑھتے اور سنتے ہیں، ہر نماز کے شروع میں اقرار بھی کرتے ہیں کہ: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ ''(اللہ) ہی بدلے کے دن کا مالک ہے''۔

ہم سے قرآن کی تلاوت اور نماز میں تلاوت اور قرآن سننے کا تقاضا کیوں کیا گیا؟ اس لیے کہ ہم دنیاداری میں لگ کر آخرت کو بھول نہ جائیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے عمل پر سب سے زیادہ جو چیز اثر انداز ہوتی ہے وہ آخرت کا عقیدہ ہے۔ آخرت پر جتنا ہمارا یقین پختہ ہوگا، یوم حساب کا خوف جتنا ہمارے دلوں میں گہرا ہوگا اتنا ہی ہمارا عمل درست اور نیک ہوگا۔ اگر اعمال میں بگاڑ اور بربادیاں نظر آ رہی ہیں، اخلاقیات میں تباہی نظر آ رہی ہے، معاملات میں سرکشی، گناہ، معصیت اور نافرمانیاں بڑھتی ہوئی نظر آ رہی ہیں تو اس کا سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ ماننے کا دعویٰ ہے لیکن شاید یقین نہیں ہے۔ لہٰذا یاددہانی کے لیے ضروری ہے کہ آخرت کے سبق کو انسان ذہن میں تازہ رکھے اور اسی لیے نماز اور اس میں قرآن کی تلاوت مسلمانوں کے لیے لازم قرار دی گئی۔ اگر سمجھ کر پڑھیں

گے ،نہیں گے تو دل میں احتساب کا احساس پیدا ہوگا کہ ہم کچھ غلط کر رہے ہیں، سیدھے راستے کی طرف مُڑنا چاہیے ورنہ آگے بربادی ہے تو بندہ تھوڑا سنبھل جائے گا اور سرکشی سے، گناہ سے باز آجائے گا۔ بقول شاعر

سرکشی نے کردیے دھندلے نقوش بندگی
آؤ سجدے میں گریں لوحِ جبیں تازہ کریں

جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو ﴿مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝﴾ کے ذریعے آخرت کی یاددہانی کے بعد ہم عہد کی تجدید بھی کرتے ہیں:

﴿ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ ﴾ ''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔''

اگر پورے یقین کے ساتھ، توجہ اور شعور کے ساتھ ہم نماز میں یہ پڑھتے ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ ہم سے معصیت سرزد ہو جائے ،کیسے ممکن ہے کہ ہم گناہ میں پڑے رہیں اور اپنی اصلاح کی کوشش نہ کریں۔ ممکن ہی نہیں ہے۔ لہٰذا جتنا کسی کافر، ملحد کے لیے یا آخرت کے منکر کے لیے ان مقامات کا بیان بہت اہم ہے اتنا ہم ماننے والوں کے لیے بھی اہم ہے جو کوتاہی کر جاتے ہیں، غفلت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اللہ ہمیں یقین عطا فرمائے توبہ اور اصلاح کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ فرمایا:

﴿لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا كَاذِبَةٌ ۝۲﴾ ''(اور جان لو) اس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔''

جب اللہ قیامت کو برپا فرمائے گا تو کسی کے لیے ٹالنا ممکن نہیں ہوگا۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ ۝۱ وَاِذَا الۡكَوَاكِبُ انۡتَثَرَتۡ ۝۲ وَاِذَا الۡبِحَارُ فُجِّرَتۡ ۝۳ وَاِذَا الۡقُبُوۡرُ بُعۡثِرَتۡ ۝۴ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ وَاَخَّرَتۡ ۝۵﴾ (الانفطار) ''جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے اور جب قبریں تلپٹ کر دی جائیں گی (اُس وقت) ہر جان، جان لے گی کہ اُس نے کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا۔''

یعنی کوئی اللہ کے اس فیصلے کو ٹال نہیں سکے گا، کوئی قیامت کے واقعہ ہونے میں رکاوٹ نہیں بن سکے گا۔ ایک مفہوم یہ بیان کیا گیا کہ جب قیامت واقع ہو جائے گی تو اللہ سب کو دوبارہ کھڑا کرے گا۔ وہاں منکر بھی کھڑا ہوگا، وہ دیکھ لے گا کہ قیامت برپا ہوگئی۔ جب برپا ہو جائے گی تو کوئی بھی اس کی تکذیب نہیں کرے گا۔ آج کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کون لوٹ کر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ہی اس کے جوابات عطا کیے۔ بنی اسرائیل کا وہ واقعہ بھی قرآن میں بیان ہوا جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اصرار کیا کہ ہمیں اللہ دکھا دو۔ پھر انہیں ایک کڑک نے آ پکڑا، ان کی موت واقع ہوگئی اور اس کے بعد اللہ نے ان کو دوبارہ زندہ کیا۔ اسی طرح سورۃ البقرۃ میں گائے کا مشہور واقعہ ہے جس میں ایک مردہ کو اللہ نے دوبارہ زندہ کیا۔ اللہ ایسے زندگی دینے پر قادر ہے۔ اسی طرح اصحاب کہف کا واقعہ بھی قرآن میں بیان ہوا ہے جو صدیوں بعد دوبارہ زندگی کی طرف لوٹ آئے۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ بھی موجود ہے جن کو سو برس بعد اللہ نے دوبارہ زندہ کیا اور پھر ان کے سامنے ان کے گدھے کو بھی زندہ کیا۔ اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرمائیں گے۔ پھر اللہ یہ بھی فرماتا ہے کہ جس رب نے تمہیں تب پیدا کیا جب کہ تم کچھ نہ تھے تو اس کے لیے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟

آگے فرمایا:

﴿خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝۳﴾ (الواقعہ) ''وہ پست کرنے والی اور بلند کرنے والی ہوگی۔''

قیامت کسی کو پست کردے گی کسی کو بلند کردے گی

پریس ریلیز 14 جنوری 2022ء

فرانس میں ایک اور مسجد کو بند کرنا بدترین ریاستی اسلاموفوبک دہشت گردی ہے

شجاع الدین شیخ

فرانس میں ایک اور مسجد کو بند کرنا بدترین ریاستی اسلاموفوبک دہشت گردی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ فرانس کے شہر کین (Cannes) میں ایک اور مسجد کو بند کیے جانے کے عمل نے ایک مرتبہ پھر ثابت کر دیا ہے کہ مغربی دنیا اخلاقی سطح پر دیوالیہ ہو چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغرب میں مذہبی آزادی اور مساوات کے نام نہاد علم بردار سرکاری سرپرستی میں قرآن پاک اور نبی اکرم ﷺ کی توہین کرتے ہیں اور مسلمانوں پر پابندیاں لگا کر انہیں شعائرِ اسلام کے مطابق زندگی گزارنے سے روکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ مغرب کے اِن اسلام دشمن اقدامات پر مسلم ممالک کے حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عالم اسلام کی دینی غیرت وحمیت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ مزید برآں امت مسلمہ کی بدقسمتی ہے کہ ہمارا سیکولر اور لبرل طبقہ مغرب کی اندھا دھند تقلید میں اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر بے حیائی پر مبنی مغربی تہذیب کی مکمل طور پر پشت پناہی کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ عالمِ اسلام متحد ہو کر کفار کا مقابلہ کرے۔ علاوہ ازیں مسلمان انفرادی سطح پر اسلام کو زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنائیں اور اجتماعی سطح پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کو مکمل طور پر نافذ کریں۔ ایسی صورت میں دشمنانِ اسلام کو مسلمانوں کے خلاف اسلاموفوبک دہشت گردی کا ارتکاب کرنے کی کبھی جرأت نہ ہو سکے گی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کچھ کو وہاں کامیابی عطا فرمائے گا، کچھ کو ذلیل ورسوا کردے گا۔ سیدنا فاروق اعظم ؓ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ دین کے دشمنوں کو اللہ جہنم میں ڈال کر ذلیل ورسوا کرے گا اور متقین کو جنت میں داخل فرما کر ان کا اعزاز واکرام کرے گا۔ یاد رہے کہ دنیا دارالعمل ہے آخرت دارالجزاء ہے۔ دنیا ایک امتحان گاہ ہے اور اللہ نے اختیار دیا ہے۔

﴿اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ③﴾ (الدھر) ”اب چاہے تو وہ شکر گزار بن کر رہے چاہے ناشکرا ہو کر۔“

اس دنیا میں کئی ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں جنہوں نے عوام کو اپنے آگے سجدے کرائے اور خود خدائی کے دعوے کیے، جیسے فرعون اور نمرود تھے۔ اللہ نے انہیں دنیا میں بھی ذلیل کیا اور آخرت میں بھی ان کا مقام جہنم کی گہرائیوں میں ہوگا۔ اسی طرح دنیا میں کتنے ہی انبیاءؑ کو شہید کیا گیا، کتنے ہی اللہ کے نیک بندے ہیں جن کی زندگی اجیرن کی گئی لیکن آخرت میں ان صالحین کا مقام بہت بلند ہوگا۔ بعض اوقات دنیا میں بھی اس کی جھلک ہمیں مل جاتی ہے۔ جیسے حضرت بلال ؓ ایک غلام تھے۔ جب اسلام لے آئے تو سیدنا بلال ؓ کہلائے۔ جبکہ مشرکین کے وہ سردار جنہیں اپنی سرداری، اعلیٰ نسب، مال وزر پر ناز تھا وہ حضرت بلال ؓ اور حضرت خباب ؓ بن الارت کا مذاق اڑایا کرتے تھے، وہ دنیا میں بھی ذلیل ورسوا ہوئے۔ اس دنیا میں امتحان کے لیے کچھ اختیار مل گیا ہے۔ حد یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت بھی عطا ہوئی تو وہ بھی فرما رہے ہیں (لیبلونی) میرا اللہ میرا امتحان لے رہا ہے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ آج ہماری دنیا میں کتنے ظالم، جابر، متکبر، دولت مند ہیں جو سرکشی میں مبتلا ہیں۔ جنہوں نے لوگوں کی زندگیاں اجیرن کر رکھی ہیں لیکن کل قیامت کی گھڑی ان کو پست کر دے گی۔ ان کے مقابلے میں کتنے ہی لوگ ہیں جو اس دنیا میں محض اس وجہ سے ظلم وستم کا نشانہ بنے، دبائے گئے، قتل کیے گئے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں، کتنے اللہ کے نیک بندے اور بندیاں ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے پر لوگوں کی کڑوی باتیں سننا پڑتی ہیں، ان کو دبایا جاتا ہے، کارنر کیا جاتا ہے، ان کے بارے میں ناشائستہ گفتگو کی جاتی ہے مگر وہ اللہ کی خاطر سب کچھ برداشت کر رہے ہیں۔ آج دنیا تلی ہوئی ہوتی ہے ان کو حقیر ثابت کرنے پر، دبانے پر، مٹانے پر، کمتر ثابت کرنے پر لیکن جب قیامت ہوگی تو وہ ایسے اللہ کے نیک بندوں کو بلند کر دے گی جبکہ جو سرکش اور ظالم ہوں گے وہ اس دن سرنگوں ہوں گے۔

آج ہمارے معاشرے میں ایمان لانے یا کلمہ پڑھنے کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم تو سب الحمدللہ مسلمان ہیں، اصل مسئلہ کلمے کے تقاضوں پر عمل کرنے کا ہے۔ آج ایک نوجوان سنت رسول ﷺ کو چہرے پر سجانے کی کوشش کرتا ہے، آج ہماری بیٹیاں، بہنیں اگر فاطمۃ الزہراء ؓ کی چادر کو اختیار کرتی ہیں، حیا کا پیکر بننا چاہتی ہیں تو اپنے ہی خاندان برادری کے لوگ فقرے چست کرتے ہیں۔ کسی نے شریعت پر عمل پیرا ہونے کی خاطر فرسودہ ہندو رسومات کو شادی بیاہ کے مواقع پر ترک کرنے، بے پردگی، سرکشی، گناہوں کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا تو اپنے ہی لوگ دشمن بن جاتے ہیں۔ ان کو زیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر یہاں جو اسلام کی خاطر زیر ہے، اللہ کی خاطر زیر ہے اس کو قیامت بالا کر دے گی اور جو یہاں سرکشی اور ظلم کی وجہ سے بلند ہے اس کو قیامت پست کر دے گی۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ط﴾ (التغابن:9) ”وہی ہے ہار اور جیت کے فیصلے کا دن۔“

اصل میں جیت اُس کی ہوگی جو وہاں جیتے گا اور ہار اُس کی جو وہاں پر ہارے گا۔ اللہ ہمیں اس کا یقین عطا فرمائے۔ آج اس یقین کی کمی ہے تو دنیا کی چمک دمک کھینچتی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس میں حرام کی بھی چمک دمک آجاتی ہے۔ معصیت کے کام بھی آجاتے ہیں، گناہوں کے کام بھی آجاتے ہیں۔ اللہ ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔ اصل کام یہ ہے کہ آخرت کو سامنے رکھ کر اپنے معاملات کو طے کریں کہ وہ ﴿ذالك یوم التغابن﴾ کے میزان پر اُترتے ہیں یا نہیں۔ اللہ ہمیں یقین عطا فرمائے۔ آگے فرمایا:

﴿اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ④﴾ ”جب زمین ہلا ڈالی جائے گی جیسے کہ زلزلہ آتا ہے۔“

قیامت کے لیے قرآن مجید میں زلزلہ کا ذکر بھی آتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک پوری سورت ہی الزلزال کے نام سے ہے:

﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ①﴾ ”جب زمین ہلائی جائے گی جیسے کہ ہلائی جائے گی۔“

کسی ایک خطے کے ایک حصے میں اگر زلزلہ آئے تو کیا حالت ہوتی ہے۔ لوگوں میں کس قدر خوف اور افراتفری پھیل جاتی ہے، مسلمان کلمہ پڑھتے ہوئے گھروں سے باہر بھاگتے ہیں، اللہ سے فریادیں کرنے لگتے ہیں۔ کہیں بم بلاسٹ ہوتا ہے تو کیا کیفیت ہوتی ہے۔ ذرا تصور کیجئے جب پوری زمین ہلا دی جائے گی تو عالم کیا ہوگا۔

آگے فرمایا:

﴿وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ⑤﴾ ”اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔“

آج یہ پہاڑ جو اتنے بلند وبالا اور سخت ہیں اور ان کو دیکھ کر ہیبت بھی طاری ہو جاتی ہے لیکن کل یہی بلند وبالا پہاڑ قیامت کے زلزلے سے ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ کبھی قرآن فرماتا ہے:

﴿كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ○﴾ (القارعۃ:5) ”اون کی مانند ہو جائیں گے۔“

اور کبھی قرآن زمین کے بارے میں کہتا ہے کہ:

﴿كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ㉑﴾ (الفجر)

”ہرگز نہیں! جب زمین کو کوٹ کوٹ کر ہموار کر دیا جائے گا۔“

آگے فرمایا:

﴿فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا ⑥﴾ ”پس وہ ہو جائیں گے اُڑتا ہوا غبار۔“

جیسے غبار اُڑتا ہے ایسے ہی یہ بلند وبالا پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر غبار کی طرح اڑ جائیں گے۔ آگے ارشاد ہوا:

﴿وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ⑦﴾ ”اور تم تین گروہوں میں منقسم ہو جاؤ گے۔“

اس دن لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ پہلے گروہ کے بارے میں فرمایا:

﴿فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ⑧﴾ ”تو جو داہنے والے ہوں گے کیا خوب ہوں گے وہ داہنے والے!“

ایک گروہ وہ ہوگا جن کا اعمال نامہ ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ان کو اصحاب یمین کہا گیا۔ ایک مراد یہ بھی ہے کہ ان کو داہنے ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔ لفظ یمین میں برکت، سعادت مندی اور خیر کا پہلو بھی شامل ہے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں سعادت مندی کا مظاہرہ کیا ہوگا۔ وہ دنیا میں خیر میں آگے بڑھتے رہے۔ یہ موضوع قرآن پاک میں کم وبیش دس مرتبہ آیا۔ سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ﴾ (البقرہ: 148) ’’تو (مسلمانو!) تم نیکیوں میں سبقت کرو۔‘‘

جو دنیا میں ایمان لانے کے بعد خیر کے کاموں میں آگے بڑھتے رہے، ان کی زندگی اطاعت الٰہی میں گزری۔ آگے فرمایا:

﴿وَاَصْحٰبُ الْمَشْــَٔـمَةِ ڏ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْــَٔـمَةِ ۝﴾ ’’اور جو بائیں والے ہوں گے‘ تو کیا حال ہوگا بائیں والوں کا!‘‘

لفظ مشئمہ بائیں ہاتھ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جن کا اعمال نامہ ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا جن کا بائیں ہاتھ پکڑ کر انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا۔ جس طرح یمین کا لفظ خیر کے لیے آیا اسی طرح مشئمہ کا لفظ نحوست کے لیے آیا۔ یعنی دنیا میں جن کے ہاں اعمال کی نحوستیں تھیں۔ نحوست کسی دن یا رات میں نہیں ہوتی۔ بلکہ نحوست لوگوں کے اپنے کرتوتوں اور اعمال میں ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝﴾ (الشوریٰ) ’’اور تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ درحقیقت تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی (اعمال) کے سبب آتی ہے اور (تمہاری خطاؤں میں سے) اکثر کو تو وہ معاف بھی کرتا رہتا ہے۔‘‘

نحوست والے اعمال گناہ، کفر اور شرک والے اعمال ہوتے ہیں۔ وہ اعمال ہوتے ہیں جن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی جا رہی ہو۔ جن میں اپنے رب کو ناراض کیا جا رہا ہو۔ آج لوگوں کو راضی کرنے کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی جاتی ہے۔ شادی بیاہ میں بے حیائی اور ڈانس اور رشتہ داروں کو خوش کرنے کے لیے کیا کچھ نہیں ہوتا۔ کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ اس طرح ہمارا رب ناراض ہو جائے گا؟ یہی اصل میں اعمال کی نحوست ہے۔ یہ نحوست کے اعمال کل قیامت کے دن اصحاب المشئمہ میں کھڑا کر دیں گے۔ آگے فرمایا:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝﴾ ’’اور آگے نکل جانے والے تو ہیں ہی آگے نکل جانے والے۔‘‘

سبحان اللہ! یہ وہ ایمان والے ہیں جو جنت کا اعلیٰ درجہ پائیں گے۔ یہ نیکی اور خیر کے کاموں میں سبقت لے جانے والے ہوں گے۔ جب دین کی دعوت دی جا رہی تھی تو آگے بڑھ کر قبول کر رہے تھے، اقامت دین کی جدوجہد میں آگے بڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔ سمع و طاعت کے خوگر تھے۔ ادھر اللہ کا حکم سنا تو فوراً عمل کیا، احادیث رسول ﷺ سنیں تو بحث میں نہیں پڑے بلکہ فوراً عمل کیا۔ یہ قیامت والے دن جنت کی طرف جانے والے راستے پر سب سے آگے ہوں گے اور جنت میں بھی سب سے اعلیٰ مقام حاصل کریں گے۔ آگے فرمایا:

﴿اُولٰۗىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝﴾ ’’وہی تو بہت مقرب ہوں گے۔‘‘

یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ قرب پانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقربین جیسے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور روز قیامت ہمیں ان میں شامل فرمائے۔ آمین!

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(23 دسمبر 2021ء تا 3 جنوری 2022ء)

جمعرات (23 دسمبر) کو مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (24 دسمبر) کو مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو لاہور واپسی ہوئی۔

ہفتہ (25 دسمبر) کو صبح 9 بجے توسیعی عاملہ کے پہلے سیشن میں شرکت کی۔ 2:30 بجے دین حق ٹرسٹ کی گورننگ باڈی کے سالانہ اجلاس کی صدارت کی۔ بعد نماز عصر توسیعی عاملہ کے دوسرے سیشن میں شرکت کی، جو رات بعد نماز عشاء تک جاری رہا۔

اتوار (26 دسمبر) کی صبح کو ایک رفیق تنظیم سے ملاقات کی۔ بعد ازاں صبح 9:00 بجے توسیعی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو بعد نماز ظہر تک جاری رہا۔

پیر (29 دسمبر) کو KIPS سکول میں نصاب قرآنی کی ایک نشست میں شرکت کی۔ وہاں سے فراغت کے بعد کراچی روانگی ہوئی۔

منگل (28 دسمبر) کو ڈاکٹر عطاء الرحمن عارف کی بھتیجی کے ولیمے میں شرکت کی۔ دوران تقریب ولیمہ جماعت اسلامی کے نوجوان عالم، حبیب الرحمٰن حنفی سے ایک اچھی ملاقات رہی۔

بدھ (29 دسمبر) کو امیر حلقہ کراچی جنوبی محترم فیصل منصوری کے بیٹے اور سید محمد نسیم الدین کی نواسی کا نکاح پڑھایا۔ اس کے بعد ان کے ولیمے میں بھی شرکت کی۔

جمعرات (30 دسمبر) کو محترم ڈاکٹر تسنیم کی کتاب ”روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوت“ کی تقریب رونمائی پروگرام کی صدارت کی اور سیرت النبی ﷺ کے حوالہ سے گفتگو فرمائی۔

جمعہ (31 دسمبر) کو مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو دنیا ٹی وی کے جناب انیق احمد کے تعلق سے ایک نکاح پڑھایا۔

ہفتہ (یکم جنوری 2022ء) کو سید نعمان اختر کے توسط سے الغفور بلڈرز کے زیر اہتمام منعقدہ ایک پروگرام میں درس قرآن دیا۔ تقریباً 800 حضرات وخواتین شریک تھے۔

اتوار (2 جنوری) کو ملتان روانگی ہوئی۔ وہاں پر سالانہ اجتماع کے ناظمین کے لیے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا، اس میں شرکت کی۔ اس موقع پر شرکاء کے لیے ترغیب وتشویق کے لیے کچھ گفتگو کی۔ وہاں سے فراغت کے بعد رات 1:30 بجے لاہور واپسی ہوئی۔

پیر (3 جنوری) کو مرکزی عاملہ کے خصوصی مشاورتی اجلاس میں شرکت کی۔ شام کو محترم آصف حمید کے ساتھ ایک دیرینہ حبیب محترم ساجد حمید سے ملاقات کی۔ اس موقع پر انہوں نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

بھارت اور اسرائیل کے فطری اتحاد کے بارے میں قرآن نے آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے پیشین گوئی کردی تھی: رضاء الحق

ہندو انتہا پسند طبقہ بھارتی حکومت کی سرپرستی میں مسلمانوں کی نسل کشی کا عام اعلان کر رہا ہے: حسن صدیق

بھارت اور اسرائیل چاہتے ہیں کہ امریکہ پاکستان کو اندرونی اور معاشی مسائل میں الجھائے رکھے اور اس دوران وہ اپنی عسکری صلاحیت کو اتنا بڑھائیں کہ پاکستان پر دو طرفہ وار کر سکیں: عبداللہ گل

ہندوتوا کی دہشت گردی اور پاک بھارت جنگی تیاریاں کے موضوعات پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: ہندوستان میں مودی کے دورِ حکومت میں مسلمانوں پر مظالم پوری دنیا دیکھ رہی ہے۔ اب مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے ہندو انتہا پسند تقریریں کر رہے ہیں اور لوگوں سے باقاعدہ حلف تک لیے جا رہے ہیں۔ یہ صورتِ حال اگر بڑھتی ہے تو بھارت یا برصغیر میں حالات کیا رخ اختیار کریں گے؟

حسن صدیق: بھارت میں مودی کی حکومت کے آنے کے بعد مسلمانوں پر مظالم بڑھتے جا رہے ہیں اور اب تو وہاں پر حکومتی سرپرستی میں ایسی تقریبات منعقد ہو رہی ہیں جن میں بی جے پی کے ساتھ ساتھ کانگریس کے لوگ بھی شریک ہو رہے ہیں اور ان تقریبات میں مسلمانوں کی نسل کشی کی بات کی جاتی ہے۔ ہردوار شہر میں جہاں کمبھ کا میلہ ہوتا ہے وہاں دسمبر کے وسط میں دھرم سنسد کے نام سے ایک کانفرنس بلائی گئی جس میں انہوں نے کھلے عام اعلان کیا کہ ہم نے مسلمانوں کی نسل کشی کرنی ہے۔ اسی طرح چند دنوں بعد چھتیس گڑھ میں بھی اسی طرح کا پروگرام منعقد کیا گیا جس میں انہوں نے گاندھی کو بھی غدار قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس نے ملک تباہ کیا۔ اترا کھنڈ اور اتر پردیش میں بھی اس طرح کے پروگرامز منعقد ہو رہے ہیں۔ اب وہاں ہندو انتہا پسند یہ چاہ رہے ہیں کہ مودی حکومت سے بھی کوئی زیادہ سخت حکومت آئے۔ آر ایس ایس کے لوگوں نے مودی کو بلیک میل کرنے کے لیے اس کے خلاف بیان بازی شروع کر دی ہے کہ ہم نے تمہیں صرف حکومت کرنے کے لیے سپورٹ نہیں کیا تھا بلکہ اس لیے کیا تھا کہ تم نے بھارت کو ہندو راشٹر بنانا تھا اور مسلمانوں کو ختم کرنا تھا۔ دہلی میں انہوں نے مسلمانوں کو مارنے کے لیے ہتھیار اٹھانے کا باقاعدہ حلف لیا ہے۔ صورتِ حال یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہاں پر ایسی ایپس بنائی جا رہی ہیں جن میں مسلمان خواتین کی بولی لگائی جا رہی ہے جس کو پوری دنیا نے رپورٹ کیا ہے۔ لگتا ہے کہ بھارت کے مسلمانوں کو دوبارہ محمد بن قاسم کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کی زبانیں بند ہیں اور کوئی ان کے خلاف آواز تک نہیں اٹھا رہا۔ وہاں کے سابق آرمی چیف اور وکلاء نے مودی کو خط لکھا ہے کہ مسلمانوں کی نسل کشی رکوائیں۔ بھارت میں انتہائی قلیل تعداد میں موجود امن پسند ہندو اور مسلمان اس صورتِ حال کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ یہاں پر نسل کشی کے معاملات بہت آخری حد تک جا رہے ہیں۔ وہاں اس قسم کی کئی کتب لکھی جا چکی ہیں کہ ممبئی حملہ بھی ان سائیڈ جاب تھا۔ مہاراشٹر کے آئی جی پولیس نے کتاب لکھی کہ Barehmans bomb and Muslims hanged یعنی برہمن دھماکے کرتے ہیں اور پھانسی مسلمانوں کو دی جاتی ہے۔ اسی طرح دیگر کئی کتب شائع ہوئی ہیں جن میں باقاعدہ لکھا گیا ہے کہ انڈیا کے دھماکوں میں آر ایس ایس کے لوگ ملوث ہیں۔ اسی طرح کاروان انڈیا کا ٹاپ میگزین ہے اس میں اتر پردیش کے چیف منسٹر یوگی ادیتیہ ناتھ کو ایک دہشت گرد کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اور آر ایس ایس کوشش کر رہی ہے کہ اس کو آئندہ انڈیا کا پرائم منسٹر بنایا جائے تاکہ ہندو راشٹریہ کی طرف آگے بڑھا جا سکے۔ عیسائیوں کے ساتھ بھی اسی طرح کے مظالم ہو رہے ہیں، چرچز پر حملے ہو رہے ہیں۔ یونائیٹڈ کرسچین فورم کی رپورٹ کے مطابق 2021ء میں عیسائیوں پر تقریباً تین سو سے زائد حملے ہوئے ہیں اور دو سو چرچز اور ڈیڑھ سو مساجد کو تباہ کیا گیا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ وہاں پر اب مسلمانوں کے لیے نماز پڑھنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ ایک وزیر اعلیٰ نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ مسلمان اندر نماز پڑھیں باہر نماز نہیں پڑھ سکتے جبکہ وہاں مساجد بہت محدود رہ گئی ہیں۔ اقبال نے کہا تھا کہ ؎

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

اب صورتِ حال اس قدر خراب ہو گئی ہے کہ ملا کو وہاں پر سجدے کی بھی اجازت نہیں مل رہی۔

سوال: مسلمانوں کے خلاف حکومتی سرپرستی میں دہشت گردی کے لیے پورے بھارت میں اسلحہ اکٹھا کرنے کی ایک مہم چل رہی ہے۔ لیکن عالمی برادری خاموش ہے۔ پاکستان کو عالمی برادری کا ضمیر جھنجوڑنے کے لیے کیا اقدامات اٹھانے چاہئیں؟

رضاء الحق: بھارتی مسلمانوں پر مظالم میں میڈیا کا کردار بھی شامل ہے۔ بھارت میں ایک ہندو انتہا پسند میڈیا ہے جو کھل کر مسلمانوں کے خلاف بول رہا ہے۔ جبکہ بھارت کا سیکولر میڈیا دوسرے ایشوز پر تو بے جی پی اور کانگریس پر تنقید کرتا ہے لیکن جہاں مسلمانوں کی بات آتی ہے تو وہاں وہ بھی خاموش ہو جاتا ہے۔ جہاں تک عالمی برادری کا معاملہ ہے تو چند رپورٹس وقتاً فوقتاً نظر آتی رہتی ہیں جن میں پوری دنیا میں انسانی حقوق کی پامالی کے خلاف لکھا جاتا ہے اور تنقید کی جاتی ہے لیکن بھارت کا چونکہ پوری دنیا پر اثر و رسوخ ہے اور اس کے ایجنٹس عالمی اداروں میں موجود ہوتے ہیں اس لیے عالمی رپورٹس میں بھی بھارتی مسلمانوں کا معاملہ دبا دیا جاتا ہے۔ جس کی

وجہ سے بھارت میں انسانی حقوق کی کھلم کھلا خلاف ورزی ڈھٹائی سے ہوتی ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل جیسے بین الاقوامی ادارے اقلیتوں پر مظالم کے خلاف بھارت کی مذمت تو کرتے ہیں، اقوام متحدہ میں بھی نفرت انگیز تقاریر، نسل کشی وغیرہ کے خلاف قوانین موجود ہیں لیکن ان پر عمل درآمد کے لیے کوئی تیار نہیں ہے۔

مسلمان ممالک میں پاکستان اور ترکی اس حوالے سے آواز اٹھاتے رہے ہیں لیکن کیا آواز اٹھا دینا کافی ہے؟ پاکستان کو چاہیے کہ جس جس فورم پر ممکن ہے انڈیا کا عالمی سطح پر مکمل طور پر گھیراؤ کرے اور یہ موقف اختیار کرے کہ ہمارے جتنے اتحادی ہیں وہ انڈیا کے معاملے میں ہمیں مکمل سپورٹ کریں کیونکہ انڈیا کے مسلمانوں کی حمایت انسانی حقوق کا مسئلہ ہے اور ہم نے بحیثیت مسلمان ان کی مدد کرنی ہے۔ سیاسی اور معاشی سطح پر تو یہ کرنا ہی ہے اللہ کرے کہ مسلمان اُمت ایک عسکری اتحاد کی بھی کوشش کرے تاکہ جہاں مسلمانوں کے خلاف مظالم ہو رہے ہیں ان کے خلاف کچھ کارروائی کرنے کی کوشش کریں۔

سوال: کیا موجودہ بھارتی حالات میں علامہ اقبال اور قائداعظم کی پیشین گوئیاں آج سچ ثابت نہیں ہو رہی ہیں؟

حسن صدیق: بدقسمتی سے پاکستان کا سیکولر طبقہ اس بات کی تبلیغ کرتا ہوا نظر آرہا ہے کہ درمیان میں ایک لکیر ہے ورنہ ہم سارے ایک جیسے ہیں۔ کچھ سیاسی لیڈروں کا بیان آیا کہ جس رب کی پوجا بھارت میں ہوتی ہے پاکستان میں بھی اسی کی ہوتی ہے، ہماری تہذیب، ثقافت اور تمدن بالکل ایک جیسا ہے۔ لمز یونیورسٹی کی ایک پروفیسر نے حال ہی میں ٹویٹر میں لکھا کہ قائداعظم نے مذہب کی بنیاد پر جو تقسیم کی تھی اس کی وجہ سے آج بھارتی مسلمان مشکل میں ہیں۔ جب قائداعظم پر تنقید کرنی ہو تو اس وقت ہمارا سیکولر طبقہ کہتا ہے کہ یہ مذہب کی بنیاد پر تقسیم تھی لیکن جب پاکستان میں اسلام کی بات کی جائے تو یہ کہتے ہیں کہ پاکستان مذہبی بنیادوں پر بنا ہی نہیں، قائداعظم سیکولر ریاست چاہتے تھے۔ ہمارا سیکولر طبقہ اس دورنگی کا شکار ہے۔ قائداعظم کو پہلے تو ہندو مسلم اتحاد کا سفیر مانا جاتا تھا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی کتاب نقوش اقبال میں لکھا کہ انہوں نے 1937ء میں علامہ اقبال سے ملاقات کی تھی۔ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ جو قوم اپنا ملک نہیں رکھتی وہ اپنے مذہب اور تہذیب کو بھی برقرار نہیں رکھ سکتی۔ آج بھارت میں بالکل وہی صورت حال ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس اپنا ملک نہیں ہے تو ان کے لیے اپنی تہذیب وثقافت کو برقرار رکھنا ناممکن ہو چکا ہے۔ وہاں کے سیکولر لوگ بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ یہاں پر سول وار جنم لے سکتی ہے۔ علامہ اقبال کو پتا تھا کہ قائداعظم ہی واحد لیڈر ہیں جو مسلمانوں کو ایک قوم کی شکل میں بدل سکتے ہیں اور پاکستان کی تحریک چلا سکتے ہیں۔ چنانچہ علامہ نے قائداعظم کو خطوط لکھے اور کہا کہ جن ریاستوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں آزاد ملک کے مطالبے کا وقت آ گیا ہے۔ اقبال نے کہا کہ چونکہ ہندو مسلم فسادات اور خانہ جنگی ایک مدت سے چل رہی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ ملک کے بعض حصوں مثلاً شمال مغرب میں فلسطین جیسا نقشہ نظر آئے گا۔ یعنی علامہ نے مستقبل کے حالات کا نقشہ پہلے ہی بتا دیا۔ اسی طرح قائداعظم نے کہا تھا کہ ہندو ناقابل اصلاح ہیں۔ قائداعظم نے 1938ء

> جب قائداعظم پر تنقید کرنی ہو تو ہمارا سیکولر طبقہ کہتا ہے کہ ہند کی تقسیم مذہب کی بنیاد پر تھی لیکن جب پاکستان میں اسلام کی بات کی جائے تو سیکولر طبقہ کہتا ہے کہ پاکستان مذہبی بنیاد پر بنا ہی نہیں۔

میں ہندوستان ٹائمز کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان کوئی نئی چیز نہیں۔ ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی علاقے میں جہاں آج بھی ستر فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے یہی مسلمانوں کا ملک ہے۔ اسی طرح قائداعظم کا بہت مشہور بیان ہے کہ جس وقت ہندوستان میں پہلا فرد مسلمان ہوا تھا پاکستان اسی وقت بن گیا تھا۔ مسلمان ہر لحاظ سے ہندو سے مختلف ہے۔ اس لیے یہ بحیثیت قوم زندہ ہی اس وقت رہ سکتا ہے جب اس کا اپنا علیحدہ خطۂ زمین ہو اور اس چیز کو بھارت کے مسلمانوں کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔

سوال: علامہ اقبال نے انڈیا کو اسرائیل کی طرز کی ریاست قرار دیا تھا اور اس کے بعد سے تقریباً پون صدی سے انڈیا وہی کچھ کر رہا ہے جو اسرائیل فلسطین میں کر رہا ہے۔ آپ انڈیا اور اسرائیل کے فطری اتحاد کے بارے میں کیا کہیں گے؟

رضاء الحق: یہود اور مشرکین کے فطری اتحاد کے حوالے سے قرآن پاک نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے ہمیں فتویٰ دے دیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔‘‘ (المائدہ:82)

آج ہم دیکھتے ہیں کہ یہودیوں کی ریاست اسرائیل اور مشرکین کی ریاست بھارت ہے۔ اب یہ فطری اتحاد materialize ہو کر اور سیاسی، معاشی، معاشرتی، عسکری، انٹیلی جنس کے اعتبار سے کھل کر سامنے آ چکا ہے۔ اسرائیل بنا ہی دہشت گردی اور نسل کشی کی بنیاد پر ہے۔ اسی طرح جب برصغیر تقسیم ہوا تو بھارت میں مسلمانوں کی نسل کشی کی گئی۔ ایک مغالطہ دور کرنا ضروری ہے کہا جاتا ہے کہ اسرائیل اور پاکستان دونوں نظریاتی ریاستیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل نظریاتی کی بجائے نسلی ریاست ہے اور یہودی اپنے طرزِ عمل سے ثابت کر رہے ہیں۔ یہودی بھی نسلی امتیاز پر یقین رکھتے ہیں اسی طرح ہندوتوا کی فلاسفی بھی نسلی امتیاز پر قائم ہے۔ دوسروں کے حقوق چھین کر اپنی بالادستی قائم کرنا ان دونوں کا مقصد ہے۔ اسرائیل کے قانون کے مطابق اس کے فرسٹ گریڈ شہری صرف یہودی ہیں۔ جبکہ اسرائیل میں بسنے والے باقی تمام لوگ دوسرے درجے کے شہری ہیں۔ اسی طرح بھارت نے اپنے شہری قوانین میں ترمیم کر کے صرف ہندو کو اصل شہری بنایا ہے۔ اس کے تحت آسام میں مسلمانوں سے تمام حقوق چھین لیے ہیں، باقی علاقوں میں بھی بھارت اسی قانون پر عمل درآمد کر رہا ہے۔ بہرحال یہ دونوں اتحادی ایک جیسے ہیں۔ جنگی جنون دونوں میں ایک جیسا نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی عسکری ٹیکنالوجی بھی ایک دوسرے کے ساتھ شیئر ہوتی ہے۔ اسی طرح بھارتی افواج اسرائیل میں جا کر ٹریننگ لیتی ہیں۔ یہ ہر سطح پر ایک دوسرے کے فطری اتحادی ہیں۔

سوال: سکھوں نے بھی مظالم کے خلاف تحریک شروع کر رکھی ہے۔ کشمیر کو جیل بنا دیا گیا ہے، بھارتی مسلمان بھی نسل کشی کا شکار ہیں۔ اس ساری صورت حال میں بھارتی مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

حسن صدیق: اس میں کوئی شک نہیں کہ انڈیا کے مسلمان اس وقت شدید مشکل میں ہیں۔ حتیٰ کہ اب ان کو اسلامی شعائر پر عمل کرنے میں بھی مشکلات پیش آرہی ہیں۔ ان کو چاہیے کہ سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں مکی دور سے سبق لیں جس وقت مسلمان مشرکین مکہ کے مظالم سہہ رہے تھے۔ اُس وقت مسلمان قرآن کو اپنا سہارا سمجھتے تھے اور صبر کرتے تھے۔ اسی طرح انڈیا کے

مسلمان بھی قرآن کی مکی سورتوں کی روشنی میں اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔ موجودہ صورت حال میں ان کو امید کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ عالمی تناظر میں پاکستان چین کا اتحاد بھارتی مسلمانوں کے لیے حوصلہ افزاء ہے۔ چین نے انڈیا کو بہت سے محاذوں پر شکست دی ہے اور آگے جس طرح کا ماحول بنتا جا رہا ہے اس میں بہت امید ہے کیونکہ پاکستان اور چین کے مفادات بہت سے معاملات میں مشترک ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ہندوستان بہت پریشان ہے۔ پاکستان چین سے J10c طیارے حاصل کر رہا ہے، پھر چین نے بارڈرز پر آرٹیفیشل انٹیلی جنس پر چلنے والی روبوٹنگ مشین گنوں کا استعمال شروع کر دیا ہے اور اس طرح کی ٹیکنالوجی وہ پاکستان کو بھی فراہم کر رہا ہے۔ لداخ کے واقعہ پر کشمیری مسلمانوں نے چین سے امیدیں لگائی ہوئی ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ پاکستان کی بہت سی مجبوریاں ہیں۔ بہرحال چین انڈیا کے لیے مشکلات پیدا کر رہا ہے جو کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے حوصلے کا باعث ہوگا۔

سوال: جنوبی ایشیا کے اس خطے کی تیزی سے بدلتی ہوئی صورت حال اور بھارت میں مسلمانوں کے خلاف جو ایک مہم چل رہی ہے کیا اس سے پاک بھارت کشیدگی بڑھنے کے امکانات ہیں اور پس پردہ کیا کوئی جنگی تیاریاں بھی چل رہی ہیں؟

عبداللہ گل: موجودہ صورتحال میں بھارت کے چہرے سے سیکولرازم کا نقاب ہٹ چکا ہے۔ وہاں گاندھی کے مجسمے اُترنے لگے ہیں اور اس کی جگہ نتھو رام گوڈسے کے مجسمے لگنے لگے ہیں جس نے گاندھی کو قتل کیا تھا۔ یہ اس چیز کا عندیہ ہے کہ وہاں ہندوتوا کا ایجنڈا نافذ ہو رہا ہے۔ اس کے تحت بھارت نے شہریت کا نیا قانون نافذ کر کے لاکھوں لوگوں کی شہریت منسوخ کر دی اور دیگر مذاہب کے لوگوں کے لیے زندگی تنگ کر دی۔ جس طرح نریندر مودی نے ہندو روایات بڑھانی شروع کر دیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ بھارت ٹکراؤ کی پوزیشن میں آرہا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ جنگی معرکہ ہم نے لڑنا ہی ہے۔ جہاں تک جنگی تیاریوں کا معاملہ ہے تو اس وقت بھارت دنیا کا سب سے بڑا اسلحہ کا خریدار ملک ہے۔ پاکستان کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں کہ پچھلے تین سال کے عرصے میں ہم نے اپنا ڈیفنس بجٹ نہیں بڑھایا۔ ایک طرف بھارت روس سے ایس 400 میزائل لے رہا ہے اور پھر اس نے رافیل جٹ طیارے حاصل کیے، اپنے بحری بیڑے کو ترقی دی اور اپنا ائیر کرافٹ کیریئر حاصل کر لیا۔ یعنی بھارت کے مذموم مقاصد بالکل واضح نظر آرہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہم پر ہیبت طاری نہیں ہوتی کیونکہ الحمدللہ پاکستان نے میزائل ٹیکنالوجی میں بے مثال ترقی کر لی ہے۔ شاہین، حمزہ، بابر اور غوری میزائل بنائے اور نصر میزائل بنایا جس سے بھارت گومگو کا شکار ہے کہ پاکستان کے نیوکلیئر ہتھیار ایسے ہیں جس سے پاکستان بھارت سے آگے ہے۔ الحمدللہ! اگر بھارت جنگ مسلط کرے گا تو ہمیں جواب دینا پڑے گا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس خطے میں جنگ کے شعلے بھڑکیں گے

سوال: اس وقت خطے میں عسکری تقسیم اس طرح ہے کہ پاکستان اور چین ایک دوسرے کے قریب ہیں اور دوسری طرف اسرائیل اور بھارت ہیں جن کی پشت پناہی امریکہ کر رہا ہے۔ آپ کے خیال میں فوری طور پر کسی جنگ کے امکانات ہیں؟

عبداللہ گل: جنگ حادثاتی طور پر ہوتی ہے۔ اس سے پہلے بھارت کو کچھ احتیاطی اقدامات رہا ہے۔ بھارت کی ملٹری سٹریٹجی تقریباً 2023ء میں مکمل ہوگی۔ یقیناً بھارت اپنا ملٹری پاور بڑھا رہا ہے۔ اصل میں دنیا میں دو ناجائز ریاستیں ہیں۔ ایک بھارت اور دوسری اسرائیل ہے اور پاکستان ان کی ضد ہے۔ اسی لیے یہ اپنی تمام تر توجہ پاکستان پر مرکوز کیے ہوئے ہیں کیونکہ پاکستان کا نیوکلیئر پروگرام اسرائیل کو نیست و نابود کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ دونوں ممالک چاہتے ہیں کہ امریکہ افغانستان میں جنگ ہارنے کے بعد اپنی طاقت کو استعمال میں لا کر پاکستان پر پابندیاں لگائے اور اس کو اندرونی اور معاشی مسائل میں الجھائے رکھے۔ اس دوران اسرائیل اور بھارت اپنی عسکری صلاحیت کو اتنا بڑھائیں کہ پاکستان پر دوطرفہ وار کر سکیں۔ مودی کا دورۂ اسرائیل بڑا معنی خیز تھا۔ پاکستان کے حوالے سے ان کی انٹیلی جنس مل کے کام کر رہی ہے۔ موساد بھی پاکستان کے لیے بہت خطرناک عزائم رکھتی ہے۔

سوال: بھارت میں اس وقت ہندوتوا کا راج ہے اور تمام اقلیتوں پر مظالم کی انتہا ہو چکی ہے۔ ہندوتوا کے اس طرز عمل کی وجہ سے کیا بھارت کے حصے بخرے ہونے کی الٹی گنتی شروع ہو چکی ہے؟

عبداللہ گل: بھارت کے حصے بخرے ہونے کی الٹی گنتی اسی دن شروع ہوگئی تھی جب مودی نے دوقومی نظریہ کو دوبارہ زندہ کر دیا تھا۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب نفرت کے بیج بو دیے جاتے ہیں تو وقت آنے پر وہ تناور درخت ضرور بنتے ہیں۔ سکھوں کے خلاف آپریشن ہوا تو اس کی وجہ سے سکھوں کی تحریک پہلے سے زیادہ طاقتور ہو کر سامنے آئی اور اب دنیا میں پھیل گئی ہے۔ ابھی ایک سال میں ہندوستان میں تقریباً سات سو سکھوں کو قتل کیا گیا تو اس چیز کو وہ فراموش نہیں کریں گے۔ اس کے علاوہ بھارت میں بہت سی دوسری ریاستیں ہیں جہاں علیحدگی کی تحریکیں چل رہی ہیں اور بھارت کی ستر ہزار فوج پچھلے بیس سالوں میں وہاں کوئی کردار ادا نہیں کر سکی۔ دوسری طرف بھارت کی فوج کے اندر بھی ایک تقسیم کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ کشمیر میں نو لاکھ فوج لگانے کے بعد گروہ کشمیر کو قابو نہیں کر پائے تو اس کا مطلب ہے کہ بھارت کے ٹکڑے ہونے کا اعلان ہو چکا ہے۔

رضاء الحق: حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ ہو یا پاکستان ہو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے اصل کی طرف لوٹیں یعنی دین اسلام کی طرف آئیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

”اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔“ (البقرۃ:208)

ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو پوری طرح اسلام کا پابند بنانے کی ضرورت ہے اور دین کو بحیثیت نظام قائم کرنے کی جدوجہد میں اپنا تن من دھن لگا دینا ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”قائم کرو دین کو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔“ (الشوریٰ:13)

ہمیں اگر جنگوں کی صورت حال نظر آرہی ہے تو ایسے میں ہمیں اپنے ایمان کو تازہ کرنا چاہیے اور بحیثیت امت ہمیں اللہ کے حضور توبہ کرنی چاہیے۔ اگر ہم اللہ کے دین کی حفاظت کے لیے کھڑے ہوں گے تو اللہ ہماری مدد کرے گا اور ہم فتح یاب ہوں گے ان شاء اللہ۔ جیسا کہ اقبال نے فرمایا تھا ؎

دنیا کو ہے پھر معرکۂ رُوح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ عقبہ (51)

فرید اللہ مروت

سلسلۂ نسب

حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا سلسلۂ نسب یوں ہے:

حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن اُمیّہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ ان کا تعلق قریش کے قبیلے، بنو اُمیّہ سے تھا۔

حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا عقبہ بن ابی معیط کی مسلمان بیٹی تھیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ اسلام دشمنوں کے گھروں میں ایمان کی دولت سے مالا مال افراد پیدا کرتا رہا۔ حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی والدہ اور عقبہ کی اہلیہ، حضرت اروٰی رضی اللہ عنہا بنتِ کریز کا پہلا نکاح بنو اُمیّہ کے ایک شخص عفّان بن العاص سے ہوا تھا، جن سے اللہ تعالیٰ نے اُنھیں ایک جلیل القدر فرزند عطا فرمایا، جنھیں تاریخ امیر المؤمنین، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے نام سے یاد کرتی ہے۔ وہ تیسرے خلیفۂ راشد اور نبی کریم ﷺ کے داماد تھے۔ اُنھیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں اُن کے نکاح میں دیں، جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ''ذوالنورین'' یعنی دو نوروں والے کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت اروٰیؓ کی والدہ، نبی کریم ﷺ کے والد، حضرت عبداللہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ اِس رشتے سے وہ رسولِ اکرم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ عفّان بن العاص کی وفات کے بعد حضرت اروٰی رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح عقبہ بن ابی معیط کے ساتھ ہوا، جن سے حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

باپ اسلام کا بدترین دشمن

نبی کریم ﷺ کا پڑوسی، بنو اُمیّہ کا سردار، عقبہ بن معیط بھی اسلام دشمنی میں ابو جہل اور ابو لہب سے کسی طرح کم نہ تھا۔ یہ وہ شخص تھا، جس نے اللہ کے رسول ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر گلا گھونٹنے کی ناپاک حرکت کی، لیکن سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شدید مزاحمت کی بنا پر وہ اپنی اس مکروہ حرکت میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ خانۂ کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ جب آپ ﷺ سجدے میں گئے، تو اسی عقبہ نے ابو جہل کی فرمائش پر اونٹ کی بھاری، بدبودار اوجھڑی آپ ﷺ کی گردنِ مبارک پر ڈال دی، جسے کم عمر صاحبزادی، سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے بڑی مشکل سے گھسیٹ کر نیچے پھینکا۔ یہ شخص اس کے علاوہ بھی نبی کریم ﷺ کو ایذا دیتا رہتا تھا، جب کہ دیگر مسلمانوں پر بھی مظالم کیا کرتا۔

قبولِ اسلام

حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا اور اُن کی والدہ حضرت اروٰی رضی اللہ عنہا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے بہت محبت کرتی تھیں۔ پھر یہ کہ وہ اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی پڑوسی بھی تھیں۔ یوں بیٹے کے قبولِ اسلام اور اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تعلق کی بنا پر ان ماں بیٹی کے دِل بھی ایمان کی پاکیزہ کرنوں سے منوّر ہو چکے تھے، لیکن عقبہ کی مسلمانوں سے بدترین عداوت اور گھر کے مشرکانہ ماحول کی وجہ سے اُنھوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ 2 ہجری میں اسلام اور کفر کے درمیان پہلے معرکے، غزوۂ بدر میں عقبہ کی عبرت ناک موت کے بعد اُن کے گھر والوں کو ان ماں بیٹی کے مسلمان ہونے کا علم ہوا، تو عقبہ کے بھائی اور بیٹوں نے ان کی سخت نگرانی شروع کر دی، جس کے سبب وہ دونوں مدینہ منوّرہ کی جانب ہجرت نہ کر سکیں اور مکّے ہی میں رہ کر رشتے داروں کے مظالم برداشت کرتی رہیں۔

مدینہ کی طرف پاپیادہ ہجرت

یہ 7 ہجری کی ایک سیاہ رات تھی، جب کفارِ مکّہ کے وحشیانہ مظالم اور سفاکیت سے تنگ آ کر مکّے کی چند مسلمان خواتین نے خاموشی سے مدینہ منوّرہ کی جانب ہجرت کا فیصلہ کیا۔ حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی والدہ، حضرت اروٰی رضی اللہ عنہا بنتِ کریز نے بیٹی کو مشورہ دیا ''تم بھی ان خواتین کے ساتھ مدینے چلی جاؤ، جہاں تمہارا بھائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان تمھارا اچھی طرح خیال رکھے گا۔'' سن رسیدہ، کمزور اور لاغر ماں کو جوان بیٹی کی شادی اور اُس کے بہتر مستقبل کی فکر تھی، جس کے کوئی آثار مکّے کے کفریہ معاشرے میں نظر نہ آتے تھے۔ حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا نے جب ماں کا مشورہ سُنا، تو تڑپ اُٹھیں اور بولیں ''امّاں جان! مَیں آپ کو اِن دشمنوں کے درمیان تنہا چھوڑ کر کیسے چلی جاؤں، جب کہ آپ کی سگی اولاد بھی آپ کی جان کے درپے ہے؟'' ماں نے کہا ''اے میری لختِ جگر! مَیں جانتی ہوں کہ تیرے لیے مجھے یہاں اکیلا چھوڑ جانا کس قدر مشکل اور تکلیف دہ ہے، لیکن تُو جانتی ہے کہ مَیں بوڑھی ہوں اور کمزور بھی۔ نہ جانے کب واپسی کا بُلاوا آ جائے۔ پھر مَیں مدینے تک کے طویل پیدل سفر سے بھی قاصر ہوں، جب کہ تو جوان ہے اور قوی بھی۔ مجھے ڈر ہے کہ میرے بعد تیرے بھائی اور کفارِ مکّہ نہ جانے تیرے ساتھ کیا سلوک کریں۔ اگر تُو میری زندگی میں مدینہ منوّرہ پہنچ گئی، تو میں اطمینان و سکون کے ساتھ داعیٔ اجل کو لبیک کہوں گی۔'' ماں کی ضد، شدید اصرار، التجا اور بہتے اشکوں نے نوجوان، فرماں بردار بیٹی کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ اور ایک افسردہ رات کے پہلے پہر غم زدہ ماں، بیٹی نے آنسوؤں کی برسات میں تڑپتے مچلتے دِل کے ساتھ ایک دوسرے کو ہمیشہ کے لیے الوداع کہا۔ حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا قبیلہ بنو خزاعہ کے ایک شخص کی راہ نُمائی میں چند مسلمان خواتین کے ساتھ پاپیادہ مدینہ منوّرہ روانہ ہو گئیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کی روشن و بے مثال تاریخ خواتین صحابیات رضی اللہ عنہن کی فقید المثال قربانیوں اور خدمات کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ دینِ حق کی اشاعت میں مَردوں کے ساتھ خواتین نے بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اور پھر اِس راہ میں آنے والی تمام آزمائشوں اور مصیبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ کوئی ظلم اُن کے پائے استقامت میں لرزش پیدا نہ کر سکا، یہ خواتین ہر موقعے پر ثابت قدم رہیں۔ ان خواتین نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت میں اپنا گھر بار، رشتے ناتے قربان کر کے اپنے ایمان کی حفاظت کی۔ بلاشبہ، حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ عقبہ بھی ایسی ہی بہادر اور جاں نثار خواتین میں شامل ہیں، جن کی ایمان افروز زندگی میں آج کی مسلم خواتین کے لیے ایک واضح سبق ہے۔ ہمیں آج ایسے ہی مجاہدانہ اور انقلابی کردار کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

اُمِّ کلثوم ؓ قافلے کے ساتھ پیدل سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچیں، تو بھائی حضرت عثمان غنی ؓ نے اُنھیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور عزّت واحترام کے ساتھ اپنے گھر لے گئے، لیکن ابھی سفر کی تھکان بھی نہ اُتری تھی کہ عقبہ کے دونوں بیٹے ولید اور عمارہ اُن کی تلاش میں مدینہ آن پہنچے۔ یہ دونوں بھی مسلمانوں کی عداوت میں اپنے باپ سے کم نہ تھے۔

حضرت اُمِ کلثوم ؓ کے لیے وحی کا نزول

ام کلثوم ؓ کے بھائی ولید اور عمارہ بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور صلحِ حدیبیہ کی ایک شرط کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت اُمّ کلثوم ؓ کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ تاہم نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ معاہدے کی شرط یہ تھی کہ قریش کا جو آدمی ہمارے پاس آئے گا، اُسے واپس کر دیا جائے گا، لیکن اِس معاہدے میں سرے سے خواتین کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے، چنانچہ حضرت اُمّ کلثومؓ کو واپس بھیجنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی اثنا اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: ’’اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں، تو اُن کی جانچ کرلو، اللہ ہی اُن کے ایمان کو خوب جانتا ہے، پس اگر تم اُنہیں مومن معلوم کرلو، تو اُنہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ، نہ وہ (عورتیں) اُن کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) اُن کے لیے حلال ہیں۔‘‘ (سورۃ الممتحنۃ:10) چنانچہ وہ دونوں ناکام و نامُراد ہو کر مکّہ واپس لوٹ گئے۔

قریش کی پریشانی میں اضافہ

6 ہجری کو صلحِ حدیبیہ کے بعد کفار نے مکّے کی سرحدوں کی نگرانی کم کردی تھی۔ دراصل، وہ اِس خوش فہمی میں تھے کہ اس طرح مدینے جانے والے قریشی واپس مکّہ آجائیں گے، لیکن اس کے اُلٹے اثرات مرتب ہوئے۔ مسلمان کمزور نگرانی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے چُھپ چُھپا کر مکّے سے نکلنے لگے۔ چونکہ صلحِ حدیبیہ کی وجہ سے اُنھیں مدینہ منورہ میں پناہ نہیں مل سکتی تھی، اِس لیے وہ سمندر کے کنارے ذومروۃ کے قریب عیص میں جمع ہونے لگے۔ کچھ ہی عرصے میں اُس مقام پر مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد جمع ہوگئی جو قریش کے لیے بہت پریشانی کا باعث تھی۔

شادیاں اور اولاد

حضرت اُمِّ کلثوم ؓ صورت و سیرت میں یکتا تھیں۔ اُن کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ ؓ سے ہوا، لیکن ابھی شادی کو تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ وہ 8 ہجری کو موتہ کے مقام پر رومیوں کی ایک بہت بڑی فوج سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ وہ مسلمانوں کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔ حضرت اُمّ کلثوم ؓ کو اُن کی شہادت کا بے حد غم تھا۔ عدّت گزارنے کے بعد حواریِ رسول ﷺ اور عشرہ مبشّرہ میں شامل جلیل القدر صحابی حضرت زبیر بن عوام ؓ سے نکاح ہوا، تاہم یہ رشتہ زیادہ عرصہ نہ چلا اور اُنھیں طلاق ہوگئی۔ اُن سے ایک صاحبزادی زینب ؓ پیدا ہوئیں۔ کچھ دنوں بعد عشرہ مبشّرہ میں شامل ایک اور معروف صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے اُن سے نکاح کرلیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کا تعلق قریش کے قبیلے بنو زہرہ سے تھا۔ ان دونوں نے نہایت خوشگوار اور طویل وقت گزارا۔ وہ خود فرماتی ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے مجھے ہر طرح کا آرام اور سہولتیں فراہم کیں۔ اُن سے چار بچے ہوئے، جن کے نام ابراہیمؒ، اسماعیلؒ، حمیدؒ اور محمدؒ ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کا 31 ہجری میں 75 برس کی عُمر میں انتقال ہوا، تو اُن کی حضرت اُمّ کلثومؓ سمیت چار بیویاں حیات تھیں، جن میں سے ہر ایک کو ترکے میں 80،80 ہزار درہم ملے۔ عدّت ختم ہونے کے بعد فاتحِ مصر، حضرت عمرو ؓ بن العاص نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ اُن سے نکاح ہوا اور یہ آپؓ کا آخری نکاح تھا۔

حضرت اُمِ کلثوم ؓ کی زندگی میں مسلمان خواتین کے لیے سبق

حضرت اُمّ کلثوم ؓ کی زندگی میں اُن عورتوں کے لیے بہت بڑا سبق ہے، جو دوسرا نکاح کرنے کو عیب سمجھتی ہیں اور پوری عُمر شوہر کے بغیر گزار دیتی ہیں۔

وفات

حضرت عمرو بن العاص ؓ سے شادی کے ایک مہینے کے بعد وفات پائی۔ آپؓ کی وفات دوسرے خلیفہ راشد، حضرت عُمر فاروق ؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔

فضائل ومناقب

حضرت اُمّ کلثوم ؓ نہایت برگزیدہ صحابیہؓ تھیں۔ آپؓ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن کی بیٹی، تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان ؓ بن عفان کی بہن اور نبی کریم ﷺ کے چار محبوب ترین صحابہؓ کی شریک حیات رہیں۔ اُن کے پانچوں بچّوں کو بھی صحابہ کرامؓ میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

مرویات حدیث

حضرت اُمّ کلثوم ؓ سے چند احادیث بھی مروی ہیں۔ ان کے راویوں میں ابراہیم بن عبدالرحمن ؓ حمید، بن عبدالرحمن ؓ اور حمید بن نافعؒ شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام صحابیات ؓ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور انہیں جنت کے میٹھے چشموں سے سیراب کرے۔ آمین یارب العالمین!

❀❀❀

ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم اسلامی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم ایم کام، برسرروزگار کے لیے تعلیم کے شعبے سے منسلک کنواری، گورنمنٹ لیڈی ٹیچر، لیکچرر کا رشتہ درکار ہے (ترجیحاً لاہور)۔ ذات پات کی قید نہیں اور شادی شرعی طریقے سے انجام دی جائے گی ان شاءاللہ۔

برائے رابطہ: 0331-5122671

☆ راولپنڈی کے رہائشی رفیق تنظیم اسلامی، عمر 53 سال، برسرروزگار، ذاتی رہائش، پہلی بیوی کا حادثہ میں انتقال، کے لیے دینی مزاج کے حامل خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0336-5560300

☆ فیصل ٹاؤن لاہور میں مقیم سینئر رفیق تنظیم کو اپنی بیٹی، تعلیم ایم فل (پولیٹیکل سائنس)، عمر 25 سال، شرعی پردہ کی پابند کے لیے لاہور کے رہائشی، دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسرروزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ (شادی بیاہ کی مروّجہ رسومات سے مکمل اجتناب کے ساتھ)۔

برائے رابطہ: 0344-9751067

دعائے صحت کی اپیل

☆ ملتان شہر کے معتمد جناب محمد رمضان قادری کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اخبارات کی شہ سرخیوں میں مسلسل حکومتی کارناموں اور اپوزیشن کے گرما گرم تنقیدی بیانات کی دھوم مچی رہتی ہے۔ عوام سبھی کو سہہ، چکھ چکے ہیں۔ ایک رولر کوسٹر پر عوام بیٹھے بدترین حالات کے تھپیڑے کھاتے چیختے چلاتے وقت گزارتے ہیں بہتر دنوں کے وعدوں پر یہ کہتے ہوئے:

تیرے وعدے پر جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا!

ایک کھوکھلا نظام سرتا پا بدعنوانیوں سے گلا سڑا، جس پر تحریک انصاف نے بلند بانگ دعوؤں سے اقتدار سنبھالا۔ قوم دودھ شہد کی نہروں کی توقع لگا بیٹھی مگر ع طریقِ کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی! سوشل میڈیائی انجینئرنگ تھی ساری!

گزشتہ 74 سال سے جو کچھ ہوتا رہا، اسی کا جدید ہیرا پھیری ماڈل سوا تین سالوں میں کھل کر سامنے آ گیا۔ قلعی اتر گئی۔ حکومت جھولے کھا رہی تھی کہ تابوت میں ایک کیل اور ٹھونکا گیا مری کے اذیت ناک سانحے سے۔ سنا تھا باصلاحیت اعلیٰ تعلیم یافتگان کی یہ پارٹی ہے۔ انتظامی عدم صلاحیت کی انتہا اس سانحے میں دیکھی جاسکتی ہے۔ سیاحت کے چڑھے شوق نے بلا روک ٹوک دشوار پہاڑی راستوں پر برفباری کے موسم میں ڈیڑھ لاکھ کے قریب گاڑیاں جانے دیں۔ جسے وزیر اطلاعات نے غربت میں کمی اور خوشحالی کا پیمانہ قرار دے کر حکومتی کامیابی کے ڈنکے بجائے۔ اور پھر لینے کے دینے پڑ گئے۔ وزیر صاحب جو چاند کی خبر لانے کی شہرت کے حامل ہیں مری کے جغرافیے اور موسم سے کلیتاً بے بہرہ ثابت ہوئے۔ باوجودیکہ محکمہ موسمیات برفباری اور موسمی شدت کی تنبیہ جاری کر چکا تھا۔ ٹریفک کنٹرول کا نظام یکسر فیل تھا۔ جو حادثہ پیش آیا وہ ناگہانی نہ تھا۔ برفباری اس سے زیادہ پہلے بھی ہو چکی۔ مقامی آبادی فکرمند ہو کر نکل آئی مدد کو۔ جبکہ انتظامیہ، اس کی مدد کے ذمہ دار ادارے جو سب مری میں دفاتر، مراکز رکھتے ہیں مگر غائب رہے۔ بائیس گھنٹے سڑکوں پر دھنسی برف میں دبی گاڑیاں بے یار و مددگار کسی ویرانے یا صحرا میں نہ تھیں کہ حکومت لاعلم رہتی۔ تیز رفتار مواصلاتی ذرائع، ہر ہاتھ میں کارفرما واٹس ایپ، سوشل میڈیا تک رسائی۔ مدد کی اپیلیں۔ کسی ایک گاڑی سے بھی پکار نہ سنی گئی؟ جبکہ عمران خان کے چیتے سوشل میڈیا پر ہمہ وقت پہرہ دیتے، جھپٹنے کو تیار بیٹھے ہوتے ہیں۔ مقامی لوگوں نے جو مدد فراہم کی، سو کی، مگر انہی عوام کے ٹیکسوں پر پلنے والی سرکار کہیں موجود نہ تھی۔

ہفتے کو جو کارکردگی لاشیں اٹھانے اور سڑکیں صاف کرنے، ریسٹ ہاؤس کھولنے میں دکھائی گئی، وہ جمعے کے دن، رات کہاں تھی؟ کسی سیانے، کسی ڈاکٹر نے گاڑیوں میں سونے، شیشے بند رکھ کر گاڑی کا ہیٹر چلانے پر کاربن مونو آکسائڈ کے خطرے سے پھنسے ہوؤں کو آگاہ نہ کیا؟ گویا آفت زدگان کے چہار جانب ایک سرکاری قبرستان تھا جس پر ہو کا عالم طاری تھا۔ پھر یکایک سوئے ہوئے سبھی جاگ اٹھے جب 23 جیتے جاگتے مدد کو پکارتے تھک ہار کر ہمیشہ کی نیند سو گئے! اتنی جانوں کی قربانی نے مری کا مقدر کھلنے اور باقی برف زدہ علاقوں کی طرف حکومت کو متوجہ کرنے کا سامان کر دیا، لہٰذا دو سالوں سے مرمت طلب سڑکوں کی یکایک اب حکومت کو خبر ہو گئی۔ مری کو ضلع بنانے کا اعلان ہو گیا۔ برف ہٹانے کی مشینری کا ناکافی ہونا اور بروقت فراہمی ممکن نہ ہونا کھل گیا۔ نمک برف پر استعمال کرنے کی بجائے عوام کے زخموں پر چھڑکنے کے لیے سنبھال رکھا۔ حال یہ ہے کہ ملک کی آزاد کشمیر سے جا ملنے والی مرکزی شاہراہ بند ہو جائے تو برف ہٹانے کی مشینری لاموجود ہو! برف تین دن سے پڑ رہی تھی۔ مہینہ مئی جون کا تو نہ تھا کہ انتظامیہ لسی پی کر سو گئی تھی۔ حادثہ ہو جانے کی تمام تر سہولت دینے کے بعد مرنے والوں کو 8 لاکھ فی کس دینے کا اعلان ہو جائے۔ کمیٹی بن جائے ذمہ داران کے تعین کی۔ ہوٹلوں کی انکوائری کی دھمکی دے دی جائے، سدا سے جن کی لوٹ مار مشہور ہے۔ چار دن بعد شور تھم جائے گا تو ٹائیں ٹائیں فش۔ گستاخی نہ ہو تو عرض کریں کہ ایک کروڑ 76 لاکھ جو لواحقین کو دیا جائے گا وہ سرکاری انتظامیہ کی ذاتی جیب، تنخواہوں میں سے کاٹ کر دیا جائے جن کی غفلت نے اتنا بھاری نقصان کیا۔ حکومت ایسے مواقع پر پھٹی جیب والے عوام (جن پر منی بجٹ کا بم گرائے چند دن ہوئے ہیں۔) ہی پر مزید مالی بوجھ لادتی ہے۔ ذمہ داران پھر جا کر (خدانخواستہ) اگلے حادثے کے شور شرابے تک سو رہتے ہیں۔ یہ دیت انہیں ہی دینی چاہیے۔

کچھ توجہ قوم کی ہلڑ بازی، ہاؤ ہو والے مزاج کی طرف بھی دینی ضروری ہے۔ حکومتیں گزشتہ 20 سالوں میں شتر بے مہار آزادی پروان چڑھانے میں پوری طرح ملوث رہی ہیں۔ سال کے بارہ مہینے سیر و تفریح، ایونٹ، میلے، فیسٹیول، کھیلیں ہی جاری رکھے جاتے ہیں۔ عوام کو یہ دیکھنے کی فرصت ہی نہ ملے کہ حکومتیں بیانات کی دھوم دھام کے پس پردہ کس طرح قومی اثاثوں پر ہاتھ صاف کرتی ہیں۔ بلا استثناء کرسمس، نیو ایئر اور برفباری چونکہ لندن، نیو یارک وغیرہ میں منائی جاتی ہے سو رشکِ برطانیہ امریکا ہونے کو ہمارے نوجوان نئے سال کا قومی جشن منانے مری جا پہنچے۔ وڈیوز میں دیوانہ ہجوم مری کی سڑکوں پر چیخیں، سیٹیاں، ہلڑ بازی، آتش بازی، پھیپھڑے پھاڑ چلاتے ولولوں کا اظہار دیکھا جاسکتا ہے۔ اس پورے طوفانِ بدتمیزی میں پولیس یا قانون نافذ کرنے والے اس دن بھی موجود نہ تھے کہیں بھی۔ اس خدشے کا اظہار ہوا کہ خدانخواستہ اس ماحول میں فیملیز آ جائیں تو کیا ہو۔ الامان! یہ قومی کردار ہے جو پرویز مشرف سے لے کر عمرانی دھرنوں تک مسلسل پروان چڑھا ہے۔ سارے ولولے موسیقی، سیٹیوں، ہنگامے کے ساتھ ظاہر کرنے کا۔ بے حسی کا یہ عالم تھا کہ باوجودیکہ اتنا بھاری جانی نقصان اور اس کی ہولناکی سامنے آ چکی تھی مگر لوگ مری جانے پر بضد تھے۔ شیخ رشید نے بتایا کہ رینجرز طلب کر کے لوگوں کو مری کا رخ کرنے سے بزور روکا گیا۔ ان کے کان پر جوں بھی نہ رینگی تھی!

بے دلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں!

یہ ہمارے نوجوانوں کی کس مپرسی ہے۔ بڑی محنت سے دین ناآشنائی بوئی گئی ہے۔ یہ قساوتِ قلبی '' کھا لے،

پی لے، جی لے‘‘ کی پھیلائی تہذیب اور بے مقصد زندگی کا نتیجہ ہے۔

لباس، خوراک، گاڑیاں، ہلا گلا۔ جہاں سے مل سکے، یہی فکر ونظر کا حاصل اور مبلغ علم ہے۔ ساری دوڑ اسفل ترین مادّیت کی ہے۔ قوموں کے زوال کی یہ علامتیں بدرجہ اَتم ہم میں موجود ہیں جن پر فخر وناز ہے! ہمارے ہاں ایک لمبا چوڑا محکمہ وفاق صوبائی سطح پر ’ڈیزاسٹر مینجمنٹ‘ (قدرتی آفات سے نمٹنے) کے نام سے زلزلہ 2005ء سے قائم چلا آرہا ہے۔ بھاری بھرکم تنخواہوں اور مراعات والی یہ سرکار کہاں تھی، ایک معمہ ہے! اس کا ذکر تک نہ ہوا۔ شاید کچھ پردہ نشینوں کے ناموں کی بنا پر۔ جانیں نہیں بچائیں، اب انتظامیہ کو بچانے کی ساری کوشش ہے۔ انکوائری کا ڈرامانہ ہی رچائیں تو بہتر ہے۔ اس سانحے کے پس پردہ سیاحت سے معیشت کو تقویت دینے کا نو وارد فلسفہ (جو سعودی عرب اور دبئ سے سیکھا جا رہا ہے) بھی ہے۔ ٹول پلازہ پر ڈیڑھ لاکھ گاڑیوں کے جانے سے ہونے والی کمائی اور خوشحالی پر نظر رہی، آگے انتظامیہ کی کوئی فکر، خبر ہی نہ تھی! المیہ یہ بھی ہے کہ اب ہر معاملے میں اپنی ثقافتی صلاحیت بروئے کار لاتے قوم کو راہ دکھانے پر اداکار، موسیقار، گلوکار، میزبان ازخود مامور رہتے ہیں۔ جنہیں سیلیبریٹیوں (بھانڈ میراثی) کا لقب دے کر نوجوان کے لیے نمونۂ عمل بنا دیا گیا ہے۔ ایسے ہی دو ستاروں نے مع ایک خاتون کے موہن جوڈرو میں نیم یورپی تصویر کے ہمراہ یہ بیان جاری فرمایا ہے کہ: ’’اگر ہم موہن جوڈرو جیسے تاریخی تہذیبی شہر بناتے تو یورپی سیاح یہاں بھی آتے۔‘‘ (آپ کے ہوتے یورپی سیاحوں کی ضرورت ہی کیا ہے!) ہم اپنی تہذیب اور کتابِ الٰہی کی تعلیمات سے کس درجے نابلد ہیں۔ وہ تمام مقامات جو آسمانی آفات، زلزلوں، زمین میں دھنسنے کی طرح عذابِ الٰہی کا شکار ہو کر زمین دوز ہو جاتے ہیں، مقامِ عبرت ہوتے ہیں۔ ع یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے! نبوی تعلیمات میں مدائن صالح، بحر مردار (قومِ لوطؑ پر عذاب کا نتیجہ) جیسے مقامات سے تیزی سے استغفار کرتے ہوئے گزر جانے کا حکم ہے۔ ان قوموں کے مفصل تذکرے اور نبویﷺ تعلیمات واضح ہیں۔ جہاں بستیاں آبادیاں، مقبروں میں تبدیل ہو جائیں وہ مقامات فسٹیول یا فوڈ اسٹریٹ بنانے کے نہیں۔ ایسے کھنڈرات کو ورثہ قرار دینا مرکزِ سیاحت بنانا جاہلی تہذیبوں کا شعار ہے، انبیاء کی امتوں کا نہیں!

عبرت کی اک چھٹانک برآمد نہ ہو سکی
کلچر نکل پڑا ہے منوں کے حساب سے

سعودی عرب یا امارات کا یہ چلن لائقِ تقلید نہیں۔ حد تو یہ ہے کہ اب سعودی عرب میں جازان میں برازیلی ’سامبا‘ رقص کرتی حسینائیں کمترین لباس میں سڑکوں پر دکھائی گئیں۔ مہذب سعودی سر پیٹ کر رہ گئے۔ سو آپ پاکستان پر مہربانی فرمائیں۔ ایسی سیاحتوں کے ڈول نہ ڈالیں۔ حقیقی ترقی پر توجہ دیں۔ چینی کے بعد یوریا (کھاد) کا بحران لا کھڑا کیا ہے۔ ملک پر رحم کریں!

ضرورت سٹاف

مکتبہ خدام القرآن لاہور کے لیے پرنٹنگ کے شعبہ سے متعلق ایک محنتی اور ایماندار کارکن کی ضرورت ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4470866

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ
’’مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب‘‘ پر مبنی
’’قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس‘‘ سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علومِ قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز' قرآن اکیڈمی' K-36' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 3-(92-42)35869501 E-mail:distancelearning@tanzeem.org

اپنے ذاتی اوقات میں سے کم از کم نصف گھنٹہ نکال کر
’’بیان القرآن‘‘ کے ترجمہ وترجمانی کا ضرور مطالعہ کریں‘
آپ یقیناً مستفید ہوں گے۔ (ان شاء اللہ!)

دوسروں کے ساتھ نرمی، حسنِ اخلاق اور سلام میں سبقت

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

شریعت اسلامیہ میں جہاں انفرادی عبادت کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے، وہیں سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے، نرمی کے ساتھ پیش آنے، دوسروں کی خدمت کرنے، بڑوں کا احترام کرنے، اچھے اخلاق سے پیش آنے، تکبر وحسد سے بچنے، حتی الامکان گھر والوں اور پڑوسیوں کو خوش رکھنے، تمام لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کرنے اور سلام میں پہل کرنے کی خصوصی تعلیمات دی گئی ہیں تاکہ ایک اچھا معاشرہ وجود میں آسکے۔ سید الرسل وافضل البشر حضور اکرم ﷺ کو عالمی رسالت سے نوازا گیا ہے، یعنی اب قیامت تک شریعت محمدیہ پر عمل کیے بغیر اُخروی کامیابی حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے انقلاب برپا کر کے صرف 23 سال میں اپنے قول وعمل سے ایسے معاشرے کو وجود بخشا جو قیامت تک انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ ہمیں اپنے معاشرہ کی برائیوں پر قابو پانے کے لیے حضور اکرم ﷺ کی کوشش سے وجود میں آئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کی زندگی کو ہی اختیار کرنا ہوگا، جس کے لیے دیگر امور کے ساتھ مندرجہ ذیل اعمال پر عمل پیرا ہونا انتہائی ضروری ہے:

تواضع وانکساری سے کام لیں:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تم تواضع (عاجزی وانکساری) اختیار کرو۔ یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی دوسرے پر فخر نہ کرے اور نہ دوسرے پر زیادتی کرے۔'' (مسلم)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کوئی صدقہ مال کو کم نہیں کرتا، اور جو جتنا زیادہ درگزر کرتا ہے اللہ اس کی عزت اتنی ہی زیادہ بڑھاتے ہیں اور جس نے اللہ کے لیے تواضع کی اللہ نے اسے بلند کیا۔'' (مسلم)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھی بھیجا ہے اس نے بکریاں چرائیں۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اور آپؐ نے بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔ میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چراتا تھا۔'' (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ''آپؐ گھر میں کام بھی کیا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ ﷺ فوراً نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے جاتے۔'' (بخاری)

دوسروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ نرمی کرنے والے اور نرمی کو پسند کرنے والے ہیں، اور نرمی پر وہ کچھ دیتے ہیں جو سختی پر نہیں دیتے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور چیز پر دیتے ہیں۔'' (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیہاتی) کھڑے ہو کر مسجد (کے صحن) میں پیشاب کرنے لگا تو لوگوں نے اسے پکڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی بہادو کیونکہ تم نرمی کے لئے بھیجے گئے ہو، سختی کے لئے نہیں۔'' (بخاری)

آپ ﷺ نے اس دیہاتی کو پیشاب کرتے وقت روکنے سے منع فرمایا تاکہ پیشاب بند کرانے کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف نہ ہو جائے، لیکن پیشاب کے بعد اُس جگہ جہاں اُس نے پیشاب کیا تھا، وہاں آپ ﷺ نے پانی بہانے کا حکم دیا۔''

تکبر اور حسد سے بچیں اور کسی شخص کو حقیر نہ سمجھیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''زمین میں تو اکڑ کر مت چل۔'' (الاسراء: 37)

اسی طرح فرمانِ الٰہی ہے: ''اور تو اپنے رخسار کو لوگوں کے لیے مت پھلا اور زمین میں اکڑ کر نہ چل۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔'' (سورۃ لقمان: 18)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ایک ذرّہ کے برابر بھی تکبر ہو۔ ایک شخص نے پوچھا بے شک آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے خوبصورت ہوں اور اس کے جوتے خوبصورت ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ جمال والے ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں۔ کبر حق کو ٹھکرانے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔'' (مسلم)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آدمی تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سرکشوں میں لکھا جاتا ہے، پس اس کو وہی سزا ملے گی جو ان کو ملے گی۔'' (ترمذی)

سب کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''بے شک آپ اعلیٰ اخلاق پر ہیں۔'' (ن: 4)

آپ ﷺ کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ، جنہوں نے مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ کی دس سال خدمت فرمائی تھی۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ لوگوں میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔'' (بخاری ومسلم)

اسی طرح فرمان رسول ﷺ ہے: ''مؤمن کے میزان میں قیامت کے دن حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز بھاری نہ ہوگی۔ بے شک اللہ تعالیٰ بدکلامی اور بے ہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتے ہیں۔'' (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔ لوگوں کو جنت میں لے جانے والے اعمال کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا ڈر اور حسن اخلاق۔ پھر آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسی چیزیں لوگوں کو زیادہ آگ میں لے جانے والی ہیں؟ فرمایا: ''منہ اور شرم گاہ۔'' (ترمذی)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کامل مؤمن وہی ہے جس کا اخلاق اچھا ہوا۔ اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔'' (ترمذی)

فرمانِ رسول ﷺ ہے: ''بے شک مؤمن اپنے حسن اخلاق سے ہمیشہ روزہ رکھنے والے اور شب بیدار کا درجہ پالیتا ہے۔'' (ابوداؤد)

سلام میں سبقت کریں:

انسان کا مزاج اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ وہ دوسرے انسان سے ملاقات کے وقت محبت کے پیغام پر مشتمل کوئی جملہ دوسرے شخص کو مانوس وخوش کرنے کے لیے کہتا ہے۔ مثلاً ہندو لوگ ملاقات کے وقت نمستے یا نمسکار کہتے ہیں، کچھ ہندو رام رام کہتے ہیں، اور انگریزی داں طبقہ گڈ مارننگ، گڈ ایوننگ اور گڈ نائٹ جیسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی ملاقات کے وقت مبارک بادی کے کلمات کہنے کا رواج تھا۔ لیکن جب مذہب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر آپ ﷺ نے ملاقات کے وقت ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ'' کہنے کا طریقہ جاری فرمایا۔ اس کے معنی ہیں کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو۔ اِن کلمات سے نہ صرف محبت کا پیغام دوسرے کو پہنچتا ہے بلکہ یہ بہت جامع دعا بھی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمام بری چیزوں، بلاؤں، آفتوں، مصیبتوں اور تکلیفوں سے محفوظ اور سلامت رکھے۔ پھر سلام کرنے والا سلامتی کی اس دعا کے ضمن میں گویا یہ بھی کہہ رہا ہے کہ تم خود بھی مجھ سے سلامت ہو میرے ہاتھ اور زبان کی تکلیف سے۔

قرآن وحدیث میں بار بار سلام کرنے کی تعلیم وترغیب دی گئی ہے۔ اختصار کے مدنظر صرف دو آیات کا ترجمہ پیش ہے: ''پس جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کرو، (یہ) اللہ کی طرف سے تحفہ ہے مبارک اور پاکیزہ۔'' (سورۃ النور:61)

''اور جب تم کو کوئی دعا دے تو (جواب میں) تم اس سے بہتر (کلمے) سے (اسے) دعا دو یا انہی لفظوں سے دعا دو۔'' (النساء:86)

یعنی جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر الفاظ میں یا کم از کم انہیں الفاظ کے ساتھ سلام کا جواب دو۔

سلام کی اہمیت اور فضیلت کے متعلق متعدد احادیث بھی کتب حدیث میں موجود ہیں۔ صرف دو احادیث پیش کر رہا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ، اور تم ایمان والے نہیں جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلادوں کہ جب تم اس کو اختیار کرو تو باہمی محبت پیدا ہو جائے۔ (اور وہ اہم بات یہ ہے کہ) اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ۔'' (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت کے حصول کے لیے سلام کرنے میں سبقت کرنی چاہیے۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اسلام کی کونسی بات سب سے اچھی ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم کھانا کھلاؤ، اور دوسروں کو سلام کرو خواہ اُن کو پہچانتے ہو یا نہیں۔'' (بخاری ومسلم) یعنی ہر شخص کو سلام کرنا چاہیے۔

سلام کرنے کے بعض احکام: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ'' گڈ مارننگ، گڈ ایوننگ اور گڈ نائٹ کی طرح صرف الفاظ کا نام نہیں، بلکہ آپس میں محبت اور تعلق پیدا کرنے کا اچھا عمل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بہترین دعا بھی ہے۔ اسلام میں سلام کرنے کی خاص اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں جہاں ہر عمل کے احکام وآداب بیان کیے گئے ہیں، وہیں سلام کرنے کے بھی احکام وآداب بیان کیے گیے ہیں، مثلاً: سلام کرنا سنت ہے، مگر اس کا جواب دینا واجب ہے۔ سلام اور اس کا جواب اچھی نیت کے ساتھ سنت کے مطابق جمع کے صیغہ کے ساتھ دیا جائے، اگرچہ مخاطب ایک شخص ہی کیوں نہ ہو، تاکہ فرشتے (کراماً کاتبین) جو ہر ایک کے ساتھ ہیں سلام میں مخاطب کے ساتھ شامل ہوں، اور پھر جب وہ سلام کا جواب دیں تو ان کی دعا بھی ہمیں مل جائے۔ اسی طرح سوار شخص پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔ یہ حکم صرف تواضع وانکساری کی طرف راغب کرنے کے لیے ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر یہ لوگ سلام نہ کریں تو ہم پہل بھی نہ کریں، بلکہ ہم سلام میں پہل کر کے زیادہ ثواب کے حقدار بن جائیں۔ نیز حدیث میں وارد ہے کہ سلام میں پہل کرنے والا (اس عمل کی وجہ سے) تکبر سے پاک ہے۔ (شعب الایمان)

تکبر کا بہترین علاج یہ بھی ہے کہ ہر ملنے والے مسلمان کو سلام کرنے میں سبقت کی جائے۔ نیز ہم آپس میں ملاقات کے وقت بات چیت اور گفتگو سے قبل سلام کریں۔ عصر حاضر میں ٹیلیفون اور موبائل بھی ملاقات کا ایک ذریعہ ہے، اس لیے سلام کرنے کا جو حکم آپسی ملاقات کا ہے وہی فون کرتے اور اٹھاتے وقت کا ہوگا، لہٰذا ''ہیلو'' کے بجائے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ'' کہنا بہتر ہوگا۔

بعض مواقع اور حالتیں سلام سے مستثنیٰ ہیں، اس سلسلہ میں فقہاءِ کرام کی تشریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ چند صورتوں اور حالتوں میں سلام نہیں کرنا چاہیے۔ جب کوئی عبادت میں مشغول ہو، مثلاً نماز، ذکر، دعا، تلاوت، اذان واقامت، خطبہ یا کسی دینی مجلس کے وقت۔ جب کوئی بشری حاجت میں مشغول ہو، مثلاً کھانے پینے، سونے اور پیشاب پاخانہ وغیرہ کے وقت۔ جب کوئی معصیت میں مشغول ہو مثلاً شراب پی رہا ہو تو اس موقع پر سلام نہیں کرنا چاہیے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اسلام مسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور اُن کے ساتھ نرمی کرنے کی وجہ سے پھیلا ہے، مگر عام طور پر آج ہمارے اندر یہ امتیازی صفت موجود نہیں ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر جو باتیں ذکر کی گئی ہیں، انہیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سب کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے والا اور سلام میں پہل کرنے والا بنائے۔ آمین۔

❁❁

دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ مرکزی ناظم برائے انتظامی امور محترم میجر (ریٹائرڈ) فتح محمد کا نومولود پوتا اور سعود فتح کا بیٹا وفات پا گیا۔

☆ حلقہ سرگودھا، تنظیم غربی کے معتمد ممتاز حسنین کی پھوپھی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0303-7097787

☆ تنظیم اسلامی ملتان کے ناظم دعوت جناب رجب علی کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0301-7400413

☆ تنظیم اسلامی بہاول پور کے نقیب محمد مکرم عباسی کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-9680082

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

A war criminal gets honored!

By: Dr. Firoz Mahboob Kamal

H On the eve of the New Year 2022, the UK's former Prime Minister Tony Blair got honored with a knighthood. Tony Blair is one of the co-architects of a genocidal war against Iraq on a fabricated accusation that Iraq had weapons of mass destruction. During the long occupation, Mr. Blair and his partner President George W. Bush couldn't find any weapon of mass destruction in Iraq. So, the war was planned only to kill Muslims and destroy a Muslim country. So, Mr. Blair is very happy that the war met its stipulated target. This is why while he was the Prime Minister, Mr. Blair didn't pay any heed to more than 2 million people's anti-war protest rally in Hyde Park in London. His craze for war went on. As per stipulated aim, the US and the British Armies caused the unprecedented destruction in Iraq. Even in World War I or II, no country was bombed as badly as done in Iraq. So, Mr. Blair has proven to be one of the ugliest and cruelest war criminals in human history.

The Iraq war killed and maimed almost a million. Hundreds of Iraqi cities were bombed and thousands of Iraqi houses were razed to the ground. Currently in Iraq, hundreds of thousands of men and women live with a lost leg, a lost arm, a lost eye or other disabilities. The war ended, but the people live with horrors of disabilities and painful scars in their psyche. Mr. Blair didn't show any sign that he feels those pains. Bombs with depleted uranium were dropped on Iraqi cities to cause genetic deformities and cancers. So, in every sense, the war in Iraq has been one of the most cruel and evil acts in human history.

Along with the physical and the infrastructural damage, the ethical, the cultural, and the societal damages are also huge. The US and the British war criminals have damaged the social fabrics of Muslim brotherhood in Iraq that survived through centuries. Instead, they raised walls of bloody divisions on ethnic and religious sectarianism. So, Iraq now stands divided. Because of the social and political engineering of the occupying forces, the Iraqis have been made unfit to live peacefully and amicably among themselves. After committing all these horrendous crimes, Mr. Blair's dead soul didn't show any sign of regret for committing such crimes. Rather, like any criminal, he still feels that the war was the right thing to do.

Honoring such a morally dead war criminal raised anger among the peace-loving people living in the UK. Within 6 days, more than a million people have signed a petition condemning such an act of glorifying a murderer. The genocidal massacre of innocent men and women is not the only crime; honoring or glorifying such a war criminal is also an act of crime. A man with an iota of morality can't appreciate a killer. But in the UK, the story is otherwise. There is no shortage of people who appreciate the British colonial heritage of occupying the Asian, African and American countries and the genocidal cleansing of the natives in America, Australia and New Zealand. So, these people take it as a tribal duty to honor the war criminals of their own British tribe. Honoring Blair is indeed a candid expression of such tribal arrogance.

A Labour MP Richard Burgontalks about the moral disease of British society. He tweeted: "It says a lot about what is wrong with our system when, after being one of the leading architects of the Iraq war, Tony Blair is honoured with a knighthood while Julian Assange, who exposed war crimes in Iraq, faces extradition to the USA and a lifetime in prison." (The Guardian, 7/1/2022). Like the ruling Conservatives, the current Labour leader, Keir Starmer also shows his own moral illness. He showed his love for this killer. He said, Mr. Blair deserved the honor. Such expression tells a lot about the high moral deficiency in the ruling elites of the UK. This is why they find no moral hindrance to create Israel on an occupied Arab land support the Israeli brutal occupation and atrocities against the Palestinians.

<u>Source</u>: *http://southasiajournal.net/*

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.03

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore